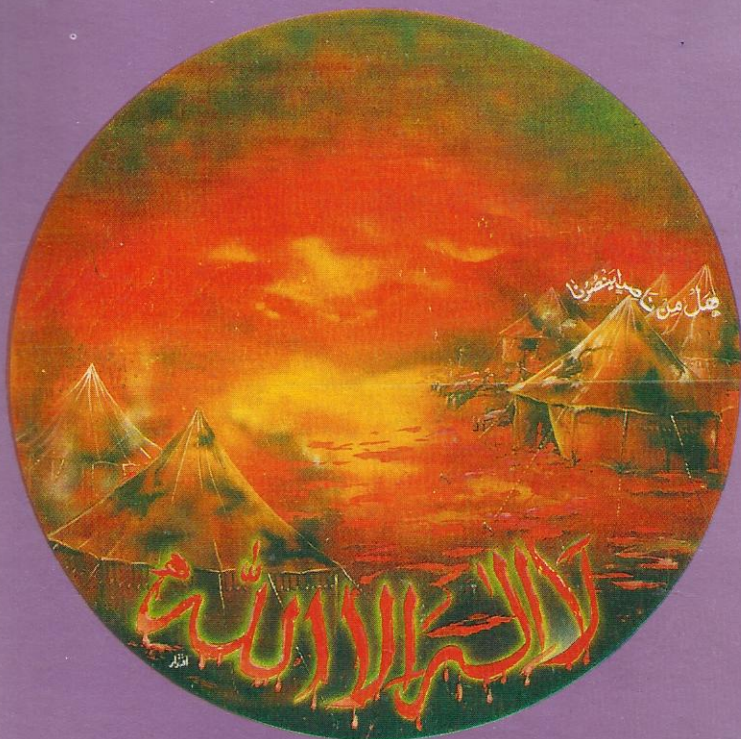


سوانح
حضرت ہلال ابن نافع علیہ السلام



مصنف
زبدۃ العلماء سید آغا ہدی لکھنوی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeesakina.page.tl
sabeesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

سوانح

حضرت ہلال ابن نافع علیہ السلام

سید سکینہ
حیدر آباد لطیف آباد، پورٹ بھرت، ۵۹-۵۸

مصنف

زبدۃ العلماء سید آغا مدنی لکھنوی

دانش

رحمت اللہ علیہ ایک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام بارگاہ، گھاٹ روڈ، کراچی ۷۴۰۰۰

فون 2431577

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مصادر و مآخذ	۳	۱۶	واقعات کربلا سے پہلے	۲۶
۲	قومی اخبارات کی لائیں	۶	۱۷	کی زندگی	۲۸
۳	یادافع یا نافع	۱۰	۱۸	نصرتِ دین کا عزم بالجزم	۳۰
۴	تحقیق لفظ	۱۲	۱۹	شکرِ حُر کی طرف سے	۳۱
۵	رویت ہلال میں	۱۴	۲۰	عاصیہ کی پُر فریب کوشش	۳۲
۶	اسلامی نظریہ	۱۶	۲۱	شکرِ حُر کی آمد پر نافع	۳۴
۷	پیدائش نافع	۱۸	۲۲	کے تاثرات	۳۵
۸	سلسلہ نسب	۱۹	۲۳	عاشور سے پہلے علمداری	۳۶
۹	ہلال نام رکھنے کا سبب	۲۱	۲۴	کا عہدہ	۳۸
۱۰	ایک مفید بحث	۲۲	۲۵	روزِ عاشور کی قیامتِ زما	۳۹
۱۱	بچپن اور تعلیم و تربیت	۲۳	۲۶	صبح	۴۰
۱۲	اوصاف ذاتی	۲۴	۲۷	نیزہ بازی کا پہلا موقع	۴۱
۱۳	تیر اندازی	۲۵	۲۸	رخصت	۴۲
۱۴	پانی پلانا	۲۶	۲۹	نافع کی جنگ اور رجسٹر	۴۳
۱۵	صحبتِ حضرت علیؑ	۲۷	۳۰	شہادتِ نافع	۴۴
	کافیض	۲۸	۳۱	زیارت میں نافع پر سلام	۴۵
	قصہ اصحابِ اخدود	۲۹	۳۲	منظوم سوانحِ نافع	۴۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸	آغاز سوانح حیات ہلالؒ	۴۷	۳۹	دشمن کی زبان پر منظوم	۴۹
۲۹	واقعہ کربلا میں شرکت	۴۷	۴۰	کی مدح	۵۰
۳۰	ہلالؒ کی آمد	۴۸	۴۱	فوج شام سے مجروح امامؑ	۵۱
۳۱	ہلالؒ کی ذاتی خصوصیات	۵۰	۴۲	کی تئاد و صفت	۵۱
۳۲	شب عاشور	۵۰	۴۳	سیرت ہلالؒ کے سبق	۵۱
۳۳	روایت ہلال بن نافعؒ	۵۰	۴۴	آموز پہلو	۵۲
۳۴	صبح عاشور اور ہلالؒ	۵۱	۴۵	نوحہ حضرت زینبؑ اور	۵۲
۳۵	کا عہدہ	۵۲	۴۶	بھائی کو ہلالؒ کا خطاب	۵۲
۳۶	ہلالؒ کی جنگ	۵۶	۴۷	سربرادر کو ہلال سے	۵۲
۳۷	دونوں مجاہدوں میں فرق	۵۶	۴۸	کیوں تشبیہ دیا	۵۰
۳۷	رجسز ہلالؒ	۵۷	۴۹	منظوم سوانح ہلالؒ	۵۳
۳۸	شہید کربلاؑ کے غم میں	۵۷	۵۰	باب المراثی	۵۹
	سب سے پہلا مرثیہ	۵۹			

سکیل سکینہ
حیدر آباد، یونٹ نمبر ۸-۵۱

مصادر وما أخذ

اصول کافی	ارشاد شیخ مفید	اسئله تصوف
اخبار آفتاب بکھنو	بهار الانوار	تاریخ الکامل
تاریخ الاحم والملوک	تفسیر سورة یوسف غزالی	تتقیع المقال (رجال)
جلد العیون	حقائق الایمان	حکمة المتقین
الحین از علی جلال حسین مهر	دمعہ ساکبہ	روضۃ الشہداء کا شفی
روضۃ الصفاء	سفینۃ النجات	شہداء اکبرلا (امامیہ شیخ)
شہید اسلام	صحیح بخاری	صراح (نعت)
صحیح ترمذی	عرائس الیتیمان ثعلبی	علل الشرائع
عیون اخبار رضا	کمال ارتضوی	کنز العمال
کاس المساکین	لؤلؤة البحرین	لہوت
مقتل ابی مخنف	معجم الطالب (نعت)	مجمع البیان
مجالس منجیحہ	مجمع البحرین	مقاریف الغیب
مناقب آل ابی طالب	مدینۃ المعاجز	مدارج النبوت
مقتل شہاب الدین عالی	منتخب فی المراثی والخطب	مجموعہ درام
نور العین ترجمہ البصار العین	ناسخ التواریخ جلد ششم	نان و حلوا بہاؤ الدین غاملی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہلال بن نافع

میرماں باب تم پر فدا

یہ معرفت الہی کے سمندر کا ایک تیراک اور آزادی
مذہب کی خاطر مرٹنے والے شہید کا بھرپور حال زندگی
ہے جو مولہ بریں پہلے ہماری دسویں پیش کش کی
صورت میں درستہ الواعظین لکھنؤ میں چھپا اور با کقول ہاتھ ہدیہ ہو کر ہر لحاظ
سے قوم نے پسند کیا۔ فقط دو جلدیں دفتر میں رہ گئیں۔

اللہ الحمد کہ مؤلف مظلوم کے اہم اضافہ اور نظر ثانی کے بعد پھر حاضر خدمت
ہے۔ ہلال کی شہادت وہ قربانی ہے جس کی نظیر آسانی سے پیش نہیں کی جاسکتی۔
شہداء کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہ دو بہادر اور بے بہادر جانباڑوں کی
سیر ہے جس کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے بعد آپ خود کہیں گے کہ شب عاشور
کے فضائیکہ میں پیاسوں کے کام و دہن سے عقیدت میں ڈوبے ہوئے جو الفاظ
نکلے اور عمل صالح کی صورت میں بلند ہوئے وہ دل کے کانوں سے اب تک سننے والے ہیں
زبان تشنگان ہنوز بلیوق میرسد آواز العطش زیبا بان کربلا

ہماری نئی نسلوں کو بچپن ہی سے ان کے سیاسی معاشرتی سماجی ثقافتی احکام
میں اپنی تاریخ دہرانے کی احتیاج ہے تاکہ وہ ملک کی گرتی ہوئی انسانیت کو تھام سکیں۔
اس ضرورت کو اگر آپ بھی محسوس کریں تو صرف توسیع اشاعت میں آپ کی کوشش
سے سلسلہ نشر آگے بڑھ سکتا ہے اور دور رفتہ کی پرچھائیاں آئینہ حال میں نظر آ
سکتی ہیں۔ خدا نے ہرگز اس کتابچہ کو مستند تشریح اور مکمل تصویر مدوح قرار دے۔

خادم ملت سید احمد نقوی

والسلام

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ

قومی اخبارات کی رائیں

نور شہزاد اعظم حسین صاحب مرحوم کربانی جرنلسٹ المتوفی ۱۹۵۶ء

ہلال بن نافعؓ :- جناب مولانا سید آغا مہدی صاحب لکھنوی نہایت کوشش سے مفید دینی تالیفات میں مصروف رہتے ہیں۔ موصوف نے حضرات شہداء کربلاؑ کی سوانح عمریوں کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ حضرت علی اصغرؑ، مسلم بن عقیلؑ، حبیب ابن مظاہرؑ، زبیر بن عقیلؑ، عثمان بن علیؑ، عون بن علیؑ، بریر بن خضیرؑ، ہدائیؑ کے حالات پر مشتمل مجموعہ بہت قابل قدر ہیں۔ زیر نظر سوانح عمری موصوف کے تالیفی سلسلہ کی دسویں کڑی ہے جس میں دو شہیدوں کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ ایک نافع بن ہلالؓ دوسرے ہلال بن نافعؓ۔ اول الذکر بزرگ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے صحابی تھے اور آخر الذکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ادویہ دونوں ہی اصحاب روزِ عاشور کربلا میں امام مظلومؑ پر فدا ہوئے۔ نافع بن ہلالؓ خاتوادیہ مندرج کے رکن اور ایک سنی رسیدہ فرد تھے جو تیر اندازی میں بہت مشہور تھے۔ ہلال بن نافعؓ کا تعلق مین کے قبیلہ بعل سے تھا۔ وہ بہت ہی خوبصورت جوان تھے۔ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ رقیقہ حیات کے ساتھ کربلا میں وارد ہوئے امامؑ کو سرخ اعدائیں گھرا ہوا دیکھا مرنے پر گھبرا دھکی۔ روکنے کے لئے عروس کا ہاتھ دامن تک پہنچا مگر دامن چھڑا کر میدان کارزار میں پہنچے اور یہ کہہ کر امامؑ پر جان نثار کر دی۔

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
فاضل مؤلف نے اپنی لکھی ہوئی سوانح عمری کی طرح اس میں بھی صاحبان
سوانح کے کردار سے حاصل ہونے والے خصوصی سبق گنوائے ہیں اور آخر میں

اردو مرثی سے چند اشعار بھی نقل کئے ہیں جو ان اصحاب سے متعلق ہیں۔ اس طرح کتاب کی افادیت اور دلچسپی بڑھ گئی ہے افراد قوم سے پر زور سفارش کی جاتی ہے کہ ان کتابوں کی خریداری کر کے ان سے فائدہ اٹھائیں۔

اخبار استقلال لکھنؤ

مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۰ء

سبیل مبینہ، پاکستان
حیدرآباد سندھ

رشید ملک خطیب اکبر مولانا سید اولاد حسین صاحب شاعر لکھنؤی المتوفی ۱۳۷۷ھ۔۔۔ سوانح عمری ہلال بن تافع لسان الملت مولانا مولوی سید آغا مہدی صاحب قبلہ مدیر الواعظ کی یہ تازہ تصنیف ہے۔ مولانا اپنے زور بیان اور قلم میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ اس تصنیف میں بھی نمایاں ہے۔ یہ بہت بہتر سلسلہ ہے کہ تمام شہداء کے سوانح حیات الگ الگ مرتب ہو جائیں۔ اگرچہ بعض کے حالات اس قدر مختصر ہیں کہ محققین نے چند سطروں پر اور بعض حضرات کے لئے صرف نام پر اکتفا کی ہے۔ بہر طور ماحول میں وسعت پیدا ہو ہی سکتی ہے۔

اخبار سمباحہ۔ جوہری محلہ لکھنؤ

مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۵۰ء

شیخ لاہور۔۔۔ زبدۃ العلماء ولسان الملت علامہ سید آغا مہدی صاحب لکھنؤی نے شہداء اکبر بلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مختصر مگر جامع و مانع سوانح عمریاں تحریر کر کے عوام سے نہ صرف اُن کا تعارف کرایا ہے بلکہ ہر شہید کی شہادت سے جو سبق ملتا ہے اسے عوام کے لئے کردار و سیرت کو مضبوط بنانے کے سلسلہ میں واضح نشان دہی کر کے ابھارا ہے۔

موصوف کی تصنیفات کو مدح و معائزہ کرنے کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک مفکر و مورخ ہی نہیں بلکہ ایسے محقق ہیں جو عملی میدان میں ہر محاذ پر دشمن کو شکست دے سکتے ہیں۔

اخبار شیعہ لاہور یکم مارچ ۱۹۶۵ء

اسد لاہور:- لسان الملک علامہ سید آغا مہدی صاحب قبلہ صحیح معنوں میں محقق اور مورخ ہیں۔ آپ کی تالیفات ہمارے اس بیان پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ آپ کے مضامین اخبارات میں بھی بکثرت شائع ہوتے رہتے ہیں اور ناظرین بڑی دلچسپی اور رغبت سے انہیں پڑھتے رہتے ہیں۔ اس لیے یہ مضامین درحقیقت علمی اور تاریخی اعتبار سے نہایت درجہ محقق اور موثق ہیں۔ ہلال بن نافع و حبیب بن مظاہر علیہ الرحمۃ والرضوان کی یہ سوانح عمری ہے جو ہے تو مختصر لیکن دریا ہے جو کوڑہ میں نمودیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کی کتابت و طباعت بہ دو نصیب دشمنان ہونے کی شکایت کرتی ہیں پھر بھی اظہار مطالبہ میں کہیں روک ٹوک نظر نہیں آتی۔

تقریباً دو درجن کتب فریقین سے ماخوذ حالات اس میں جمع کیے گئے ہیں واقعات کا ربط و تسلسل اور ان میں جاذبیت پیدا کرنا مصنف کے کمال اور اقتدار قلم کی زندہ دلیاں ہیں۔ ضرور طلب کریں۔ ۲۶ فروری ۱۹۶۵ء

سختکار:- مولانا سید آغا مہدی صاحب قبلہ لکھنوی نے شہداد کہ بلا کی سوانح عمریوں کے سلسلہ میں بڑا مفید کام جاری کر رکھا ہے۔ اس سے پہلے حضرت علی اصغرؑ، مسلم بن عقیلؑ، حبیب بن مظاہرؑ، زبیر بن قینؑ، عثمان بن علیؑ،

عون بن علی، بُریرہ بھائی کے حالات پر مشتمل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے نہایت کاوش و محنت اور پُر اُغلوں جذبہ کے ماتحت لکھے ہیں جس کی تعریف ہمیں ہو سکتی۔ زیر تبصرہ کتاب میں انہوں نے ۵۴ مشہور کتب تواریخ سے مدد لے کر اس مجموعہ کو مرتب کیا ہے جہاں حوالے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ فٹ نوٹ میں اس کی صراحت فرمادی ہے۔ نافع کی بڑھ حضرت امیر المومنینؑ میں شرف باریابی، لشکرِ حر کی آمد پر مدوح کے تاثرات عہدہ علم داری شہادت نافعؑ اور اسی طرح سوانح حیات ہلالؑ ذاتی خصوصیات، میسرہ پر تقریر جنگ، دونوں مجاہدوں میں فرق، لفظ بلی کی تحقیق غرض یہ کہ کتنے ہی عنوان قائم کر کے انہوں نے نہایت تحقیق سے یہ حالات لکھے ہیں۔ یہ کتابچہ دو شہداء کے حالات پر مشتمل ہے ان میں سے ایک ہلال بن نافع بجلی جو حضرت امام حسینؑ کے صحابی تھے۔ دوسرے نافع ابن ہلال جو حضرت امیر المومنینؑ کے صحابی تھے۔ فاضل مولف نے تحقیق و تنقید کے ان تمام گوشوں کو اجاگر کیا ہے جو ابھی تک تشنہ تحقیق و تنقید تھے۔ زبان سادہ اور دلکش ہے۔

امید ہے کہ قارئین کرام اس کتاب کی مناسب قدر افزائی کریں گے۔ خود بھی مطالعہ فرمائیں گے، اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں گے اور احباب میں بھی اس کی افادیت کا پر زور پروپیگنڈہ کریں گے تاکہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ مومنین کرام تک پہنچ سکے اور مولانا مدوح نے جس غلوں اور جذبہ کے ماتحت اسے لکھا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔



یَا دَافِعُ یَا نَافِعُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کربلا میں جو عربی سورما فاطمہؑ کے لالہ پر قربان ہو گئے، ان کے ایمان افروز سلسلہ حالات کی دسویں کڑی ہے جو پیش ناظرین ہے۔

صد افسوس کہ حق و صداقت کے علمبردار فوج میں چھ مہینہ کی جان علی اصغرؑ بھی زندہ نہیں تو مظلوموں کی سرگزشت کون بیان کرے۔ ہمارے کان میں جو آج قدما کی آوازیں آرہی ہیں ان سب کی ترجمان زبان غیر ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے نظریات میں اس قدر تناقضات پائے جاتے ہیں کہ صحیح نقطہ پر پہنچنا تائید ایزدی کے بغیر دشوار ہے۔

واقعہ نگاری کوئی مشغلہ تفریح نہیں ہے اگر اس کو کامیابی کے ساتھ کیا جائے تو انسان کو اپنی ساری زندگی اسی کی نذر کر دینی چاہیے۔ خدا گواہ ہے کہ ۳۶ برس پہلے میں نے جب اس وادی میں پہلے پہل قدم رکھا تو اس موضوع پر نہ کوئی کتاب ملی نہ رسالہ، اُسی نے مدد کی اور کام آگے بڑھا۔ تلاش اور جستجو میں میری طرف سے کوتاہی نہیں ہوئی۔ مگر اس کا شکوہ ہے کہ ماحول نے میری صدا ساری قوم تک پہنچنے نہ دی۔

خون کی مٹی چیز کر دینا پڑی پانی مجھے

پھر بھی یہ بیدار کر دینا نہ پہچانی مجھے

ہم مضامین سے انسان کی اخلاقی زندگی پر کوئی مفید اثر نہیں پڑتا۔ وہ سب فضول بلکہ ایک حد تک مضرت رساں ہیں۔ میں نے شہداء کربلا میں ہر شہید کا قیامت ز حال ختم کرتے ہوئے اس کی قربانی سے جو سبق ملتے ہیں۔ ان پر بھی

ناظرین کی توجہ مبذول کی اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر کتاب کے مقطع سخن میں باب
الہامی قرار دیا جسے پڑھ کر عوام سمجھتے ہیں کہ میں کسی دعویٰ کی تائید میں شعر و سخن
کو دلیل بنا کر پیش کر رہا ہوں۔ حالانکہ میرا مقصد یہ تھا کہ نظم سے ذوق رکھنے
والے اصحاب کی بھی دلچسپی ہو اور اردو ادب کی غیر فانی خدمت ہو۔ زبان کی تدریجی
ترقی کا تعارف حاصل ہونے کے ساتھ شعرا کی خدمات کو باقی رکھا جائے۔
یہ سبق چھٹی صدی کے مفکر اعظم علامہ ابن شہر آشوب کی طرف
تحریر سے حاصل ہوا ہے۔

وآخود عوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فقیر باب اہلبیتؑ

آغا مہدی رضوی

ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ

تحقیق لفظ

زبان عرب میں ہل ہلا کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں۔ ماہ نو کو ہلال اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے دیکھنے سے لوگ چیخ اٹھتے ہیں چاند ہو گیا۔ نام رکھنے میں حضرت انسان نے اس فراخ دلی سے کام لیا ہے کہ انسان، حیوان، کتاب، اخبار، قومی ادارے، خاندان جیسے دیکھو وہ اس نام سے مستعمل۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیوں میں میمونہ بنت حارث عامریہ ہلالیہ، زینب دختر جریجہ بن حارث ہلالیہ، شعراء میں حمید بن ثور ہلالی محتاج تعارف نہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے شامی کے جواب استفسار میں علم و حکمت کے جو دریا بہائے ہیں۔ اس بصیرت افروز حدیث میں یہ بھی ہے کہ شامی نے جب پوچھا کہ براق نبوی کی کیا کنیت ہے؟ تو آپ نے فرمایا ابو ہلال۔ ہمارے مشہور عالم ہباز الدین عالمی علیہ الرحمۃ المتوفی ۱۳۵۸ھ نے دعا و ہلال صحیفہ کا مضمون کی شرح لکھی اور نام رکھا الحمد لیقتہ السہلا لکیتہ۔ مولانا سید باقر مہدی صاحب مرحوم جرجولی اناضلی شیعہ میں ایک مقدس عالم تھے۔ انہوں نے اسی دعا کی شرح کی اور نام رکھا "عید کا چاند"۔ جناب تاج العلماء و لکھنوی کے موعظہ جو نپور کا نام بھی جو دہویں رات کا چاند ہے۔ آپ اردو ادب کے پہلے سرپرست ہیں جو ۱۳۱۲ھ میں ایک عظیم ذخیرہ چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کلکتہ سے یورپ کی جنگ عظیم کے زمانہ ۱۹۱۴ء میں زیر ادارت ابوالکلام

لہ مدارج النبوة ج ۲ طبع نو کشتار تقطیع کلان ۱۳۶۴ھ اناۃ الہیم ص ۱
طبع نور المطابع ۱۴۲۵ھ عیون اخبار رضا ۱۴۰۰ھ لؤلؤ البحرین

آزاد ایک علمی، ادبی، سیاسی اخبار نکل رہا تھا اس کا نام تھا "الصلال"۔ اس جریدے کے علمی مقالات نے اردو صحافت میں چار چاند لگا دیئے تھے۔ اس کے بعد وہ دور آیا کہ قدیم ہندوستان میں انجمن ہلالِ احمد قائم ہوئی اور اب ہمارے قومی پرچم اور سکہ پر ہلالِ نظر آتا ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ ہماری پہلی منترِ ارتقا ہے۔ جسے ابھی چودہویں رات کے چاند کی حدوں تک پہنچنا ہے۔

قومیات میں تصویرِ ہلال کا اساس تو ہم نے سیتہر حضرتِ امام رضا علیہ السلام سے لیا ہے۔ سیتہر نگار کہتے ہیں کہ آپ کی انگلیوں پر جو ہاتھ میں رکھ کر تھی ہلال بنا ہوا تھا۔ عقیق اور بعض دوسرے پتھروں میں یہ جذب ہے کہ خاص اوقات میں اثنا رساویہ سے درخت، آدمی، چاند کا عکس محفوظ ہو جاتا ہے اور اس گیند کو صاحبانِ ذوق شجر کی کہتے ہیں۔ ایسے عقیق اب بھی کہیں کہیں دستیاب ہوتے ہیں۔ شعرا نے کبھی محبوب کے ابرو کو ہلال سے تشبیہ دی اور کبھی خود معشوق کو چاند کہا ہے۔

نظر آئے نہ اپنا چاند افسوس
آج اس کو گزر چکے دن تیس
یہ تشبیہ غا ورات عرب کے مطابق اور ہلال سے بدر کا تصور ایک نفسیاتی بات ہے۔ صلاح الدین صفدی کہتا ہے

لما تراينا المصلاي بد النام
محيا حبیب لم یغیب قطعاً عن فکرنا
فقلت عجیب ان یری البد رکھنا
تماماً ونحن الان فی اول الشور
(نغمۃ الیمن ص ۲۱۲ طبع مصر)

۵۳ خالیہ ص ۵۳ تاج العلماء۔

مقدمہ

رویت ہلال میں اسلامی نظریہ

شرعیات اسلام میں تحقیقی رویت ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے جس میں فریقین نے آپس میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں کیا ہے۔ فریقین کی چند حدیثیں اس مقام پر قابل غور ہیں جو اس موضوع کی جان ہیں —

حدثنا عبد اللہ بن مسلم عن مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر رمضان فقال لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروہ راہی حتی یری من یشہب بروتہ الحکم — خلیفہ زادہ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا۔ ذکر ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنا جب تک چاند نظر نہ آئے اور افطار بھی نہ کرنا جب تک عید کا چاند دیکھ نہ لینا۔

۱) صحیح بخاری جلد اول ص ۳۲ و طبع مصر ۱۳۵۵ھ

۲) مستدر احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۵۱ و ۲۶۳

۳) کشف الثمہ شمرانی ج ۱ ص ۱۵۸ طبع مصر

صحیح ترمذی میں ایک پورا باب ہے مابعد لکل اہل بلدہ ویتکلم ہر شہر کے باشندوں کے لئے بحث رویت میں جو حدیثیں وارد ہوئیں گے عنوان سے اور یہ واقعہ موجود ہے۔ اُم الفضل بنت حارث کسی ضرورت سے عالم شام کے کے پاس گئیں اور جس کام کے لئے سفر کیا تھا وہ پورا کر کے جبکہ ماہ رمضان کا چاند

۴) صحیح ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳ طبع مصر ۱۹۳۱ء

دہنان ہو گیا تھا واپس ہوئیں۔ دہنان شب جمعہ کو چاند ہوا تھا۔ دمشق سے واپسی پر ماہ رمضان کی آخری تاریخیں ہو گئیں اور جب ابن عباس سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا تھا کہا شب جمعہ کو۔ ابن عباس نے کہا تم نے خود دیکھا تھا۔ کہا لوگوں نے دیکھا اور روزہ رکھا۔ معاویہ بھی روزہ سے تھے۔ ابن عباس نے کہا ہم نے تو ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا اور ہم جب تک تیس دن پورے نہ ہوں گے یا خود چاند نہ دیکھیں گے روزہ نہ چھوڑیں گے۔ اُم الفضل نے کہا، امیر شام کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ کہا نہیں ہم کو رسولؐ نے یوں ہی حکم دیا ہے۔

علماء امامیہ کا ارشاد یہ ہے۔ ”ماہ رمضان یا اور مہینوں کی پہلی تاریخ بسبب چند چیزوں کے ثابت ہوتی ہے۔ پہلے چاند دیکھنے سے بشرطیکہ دیکھنے والے کو رویت ہلال کا یقین حاصل ہو جائے۔ دوسرے بسبب شیعہ تیسرے یہ کہ دو عادل رویت کی گواہی دیں۔ چوتھے یہ کہ مہینہ کے ۳۰ دن تمام ہو جائیں۔ پانچویں بسبب حکم حاکم مشرع بشرطیکہ اس کی خطا کا یقین نہ ہو۔“
شیعہ اس جم غفیر کے خبر دینے کو کہتے ہیں جن کی اطلاع سے چاند ہونے کا گمان حاصل ہوا اور وہ سب خبر دیں کہ ہم نے چاند خود دیکھا اور عادل اس کو کہتے ہیں جس میں پیش نمازی کی صلاحیت ہو۔ اگر ایک عادل اور دو عادل عورتیں یا زیادہ گواہی دیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے تو ان کی گواہی سے چاند ثابت نہ ہو گا جب تک حد شیعہ تک نہ پہنچے۔ جتنی وغیرہ کے حساب سے چاند ثابت نہیں ہوتا۔ (جامع عباسی پنج بابی ص ۱۸۶ طبع ۱۳۶۹ھ مطبع ذوالفقار حیدری۔)

سلا تحفہ احمدیہ ج ۱ ص ۱۲۷ و بحساب تقویم وغیر اکن داخل شدن ماہ ثابت نمی شود

ماہ رمضان کا چاند دیکھنا علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے نزدیک سنت ہے
اور ابن عقیل واجب جانتے ہیں دعائے منقول پڑھنا بھی ان کے نزدیک
واجب ہے۔

اطلاع

آپ کا نام حسن بن علی عمانی تھا (حرف ع کو پیش اور میم کو زبر
غراب کے وزن پر) یمن کے رہنے والے تھے۔ رجال میں ان کے لئے فقیہ
اور متکلم کے شاندار الفاظ موجود ہیں۔ نجاشی مشہور عالم ماہر علم رجال کا بیان
ہے کہ شیخ مفید علیہ الرحمہ کو میں نے ان کی تعریف و توصیف کرتے کثرت سے
سنا ہے۔

پیدايش نافع

موجودہ کتب امامیہ میں تو شہداء کو کر بلا کی ولادت کی تاریخوں کا نہیں
ذکر نہیں ہے۔ نہ اہل سنت کے اُس طبقہ کے قلم سے اس مسئلہ میں کچھ رہنمائی
ہو سکتی ہے جو عزاداری کا مخالف حیثیت کا دشمن ہے۔
لہذا روایات فریقین کی خاموشی کے بعد اب گوہر مقصود عنقا تھا اور
کسی کا طائر وہم بھی دہان تک نہ پہنچا۔ صرف صوفیوں نے کشف و اشراق
کی بلند پروازی سے ہر شہید کی تاریخ ولادت ظاہر کی جس کو اگر ہم نقل بھی
نہ کریں تو صاحبانِ نظر میں قانون سیرت نگاری کا ناقابلِ عفو جرم سمجھا

لے زاد المعاد ص ۱۴۷ مجمع البحرین

جائے گا۔ چنانچہ شاہ محمد حسن چشتی صابری ہلال نافعؒ کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ وہ ۷ ارجب ۸۰۷ھ روز شنبہ وقت فجر بصرہ میں پیدا ہوئے۔ (آئینہ تصوف)
ایسا مفصل بیان تاریخ سیرت مقاتل میں کہیں نہیں ہے۔ ہلال بن نافعؒ کے حالات میں اہل قلم کے بیانات اضطراب سے خالی نہیں ہیں۔ سپہر کا شانی نے پہلے نافع بن ہلالؒ اور پھر ہلال بن نافعؒ کی جنگ لکھ کر عملاً اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ واقعہ کربلا میں ان دونوں مجاہدوں کی خدمات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جناب مولانا سید محمد بارون صاحب رنگی پوری المتوفی ۱۳۸۷ھ نے حسنینیت کے احترام میں ناسخ التواریخ ہی کے رویہ کو اختیار کیا ہے اور شہید اسلام کے صعوبات میں یہ سلسلہ فہرست شہداء کر بلاؒ دونوں مجاہدوں کا نام درج کیا اور آخر میں فسر مایا۔

”ان تمام مذکورہ ناموں پر اگرچہ پورا وثوق نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل تواریخ نے ان کے نام نہیں لکھے ہیں مگر میں نے ناسخ کی تلاش کے مطابق یہاں نقل کر دیے۔“
(شہید اسلام)

امامیہ مشن لکھنؤ کے رسائل میں صاحب ناسخ التواریخ کے بیان کا جائزہ ہے اور ان پر یہ الزام عائد کیا کہ انہوں نے دونوں شہیدوں میں سے کسی کے حال میں بھی یہ نہ لکھا کہ واقعہ کربلا میں۔
”ہلال بن نافعؒ کے ساتھ ان کے فرزند تھے یا نافع کے ساتھ ان کے باپ ہلالؒ تھے۔“ (شہداء کربلا حصہ دوم)

اس کے بعد مزید تبصرہ مقصد بلا پر یہ ہے :-

”یہ امر کہ وہ تیر انداز تھے اور ان کے رجز کا یہ مضمون کہ ان کے سوا پران کے نام کی نشانی موجود تھی نافعؒ کی روایت سے مطابق ہے ان کے بازوؤں کا

ٹوٹنا اور ان کا گرفتار کیا جانا اور پھر شہید ہونا سب نافع کے حالات سے ماخوذ ہے۔

سپہر کا شانی نے واقعات کو توڑ مروڑ کر جو خامہ فرسائی کی ہے اس کا نتیجہ یہی ہے کہ وہ نقد و تبصرہ کی زد میں آئیں۔ لیکن ناسخ و التواریخ کے مصادر دیکھنے سے اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ ہلال بن نافعؓ اور نافع بن ہلالؓ کے حالات جنگ ملتے جلتے نہیں ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ رادی نے ایک شخص کی سیرت و قرآنی کے دو ٹکڑے کر کے دو نام تجویز کر دیے ہوں۔ اور دراصل ایک نام ان میں مضموم ہو۔ ہلال بن نافعؓ کا تعلق یمن کے قبیلہ بکیل سے ہے اور نافع بن ہلالؓ دوسرے خنوادہ مزحج سے وابستہ ہیں۔ بکیل اور مزحج ایک نہیں ہیں۔ اس مسلک کے اختیار کرنے کا ایک اچھا نتیجہ یہ ہے کہ شب عاشور کی روایت ہلال کا کبھی انکار نہیں کرنا پڑتا اور باب مصائب کی وسعت باقی رہتی ہے۔ اس بنا پر مرقومہ بالا تاریخ ولادت جس کو فاضل حشمتی نے دریافت کیا نافع بن ہلالؓ کی قرار پاتی ہے جو یقیناً صحابیؓ حضرت علیؓ تھے نہ ہلال بن نافعؓ کی جنہوں نے زمانہ حضرت امیر المؤمنینؓ کا اور اک یحییٰ بن کیا۔

اصحابِ حسینؑ وہ بلند و بالا ہستیاں ہیں جن کی ذہنیت میں اتحاد، مقصد میں متحد، عظمت میں مشترک، امتحان میں باہم شریک۔ لہذا ہم بجائے انفرادی حیثیت کے بدوشیدیر اس رسالہ میں قلم اٹھاتے ہیں۔ پہلے اثنا عشر نافع بن ہلالؓ کا حال آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ پھر ہلال بن نافعؓ کا وہ صحابی حضرت علیؓ اور یہ صحابیؓ مظلوم کر ملا تھے۔

انسان کی شرافت اور اس نے حسب و نسب کی بلندی اس بات سے ثابت ہوتی ہے کہ کئی پشت تک اس کے نسب

سلسلہ نسب

۱۔ اجمال السیرۃ العظیمہ مع جمال و ذہل ۱۲ معجم۔ ۲۔ مؤلف شہداء و کربلا نے اس روایت کا انکار کیا ہے۔

کئی کڑیاں راویوں کے پیش نظر سہوں اور داد پر داد کے نام دل اور زبان سے
 محو نہ ہوں چنانچہ نافع دے کے باپ کا نام ہلال اور ان کے والد کا نام پھر نافع تھا۔
 گویا دادا کے نام پر پوتے کا نام رکھا گیا اور پر دادا کا نام جمل تھا جن کے
 باپ سعد نامی گز رہے ہیں جو اپنے قرابتداروں میں خوش نصیب کے لقب سے
 مشہور ہے اور سعد کے باپ نرج تھے اسی نام پر یہ خاندان مشہور ہوا۔

ہلال نام رکھنے کا سبب آخر یہ نام کیوں رکھا گیا۔ ہم سوانح حیات عثمان
 بن علیؓ میں لکھ چکے ہیں کہ عرب میں بچے کا نام

یوں رکھا جاتا ہے کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد زچہ خانہ کے بیٹھنے والے
 سب سے پہلے جس چیز پر نظر کریں۔ وہی نام قرار پائے۔ ان کا نکلیا یسعی
 ابن کلاب ان کا ہلالا یسعی ہلال۔ اگر کتے پر نظر پڑی تو ابن کلاب
 اور چاند پر نظر پڑی تو ہلال۔ ابن عصفور ابو ہریرہ، ابن طلحان وغیرہ نام
 اسی دستور کی بنا پر رکھے گئے ہیں۔ عربی زبان میں ابن بیٹے کو اور ابو باپ
 کو کہتے ہیں۔ مرد کی کنیت میں زیادہ تر یہی دو الفاظ شروع میں بڑھائے جاتے
 ہیں لہذا جس لفظ کے پہلے ابن یا ابو ہو سبھی اس کا بیٹا یا باپ سمجھا جائے گا۔
 چونکہ عصفور چڑیا کو، ظبی ہرن کو اور ہریرہ بلی کو کہتے ہیں۔ اس لئے ناموں کا
 وقار قائم نہیں رہتا۔ شکر خدا کہ ممدوح کسی ارضی مخلوق کے نام پر نامزد نہیں
 بلکہ ان کا نام عالم بالا کی سیر کرتا ہے۔ اگر بچپن میں وہ ہلال تھے تو واقعہ
 کہ بڑا افزائش کمالات نے ان کو بدر بنا دیا۔ اور آج ان کو ہر سمت شہداء
 کا ماہ تابندہ کہنے میں کسی کو عذر نہیں ہے۔

ایک مفید بحث

کلام عرب میں ہلال پہلی رات کے چاند سے تیسری شب تک کے چاند کو

کہتے ہیں۔ اور قمر کا اطلاق چوتھی رات سے آخری تاریخوں تک ہوتا ہے۔ مجلس
علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر بجا رکی چودہویں جلد میں مستقل بحث کی ہے اور
اصحیٰ کا قول درج کیا ہے۔ ان کی رائے کے مطابق جب تک چاند دائرہ کی صورت
اختیار نہ کرے اس وقت تک ہلال ہے اور یہ کیفیت ان کے نزدیک ساتویں سے
شروع ہوتی ہے اور اس وقت اس کو قمر کہتے ہیں۔ چونکہ سفید چیزوں کو زبان
عرب میں اتمر کہتے ہیں اس لئے سفیدی کے لحاظ سے قمر کہا گیا۔ اس وقت نور
قمر تاروں پر غالب ہوتا ہے اور چودہویں رات کے چاند کو یدر اور پھر آخری
تاریخوں ۲۶، ۲۷ کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ اگرچہ چاند آخری تاریخوں میں اگلی شکل
اختیار کرتا ہے جس کو خداوند عالم نے درخت خرمہ کی سونکی ہوئی شاخ سے تشبیہ
دی ہے۔ والقمر قد رزقناه منا زل حتی عادکالمرجون القدیم۔

اردو کی کتابوں میں آپ برابر دیکھتے ہیں کہ ہر مہینہ کا چاند دیکھ کر خاص
خاص چیزیں دیکھنا چاہئیں۔ کوئی شے امام جعفر صادق علیہ السلام کے حکم کی بنا
پر اور کوئی خواجہ نصیر الدین طوسی کی تجویز سے۔ اصول و روایت کے لحاظ سے
اس کا کچھ پتہ نہیں کہ یہ احکام کہاں سے حاصل کئے گئے اور راوی کا کیا نام ہے
بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دانشمندی نے اس خیال میں کہ چاند دیکھ کر ہر
کس و ناکس پر نظر نہ پڑے اپنے نفسیات کی بنا پر پرستاروں کے تناسب اور
علم الحروف کی رعایت سے کچھ چیزیں مقرر کر دیں اور شہرت نے اسی کو
قرآن و حدیث کا جامہ پہنا دیا۔ آدابِ رویتِ ہلال میں جناب سرور کائنات

صلیہ زبان عرب میں جس کے کان چھوٹے ہوں اس کو احمعی کہتے ہیں (لغات کشوری)
ان کا نام عبدالملک باہلی اور کنیت ابو سعید تھی۔ ان سے کثرت سے روایات ہیں۔
وہ عرب کی خبروں پر زیادہ سے زیادہ باخبر تھے۔ (معجم)

حضرت امیر المومنینؑ اور امام زین العابدین علیہم السلام سے جو دعائیں منقول ہیں اور صحیفہ علویہ صحیفہ سجادیہ اور علم الدعا کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں صرف وہی معتبر اعمال ہیں اور بس قدیم کتابوں میں اس محل پر یہ قطع نظر آتا ہے۔

ماہ محرم زربین اندر صغیر آئینہ
اول ربیع آب رواں آ خر غم ای منہ نگر
ماہ جمادی نقرہ بین پیرے میں دراکثرین
ماہ رجب مصحف میں شعبان گیارہ سبز تر
ششمیش در رمضان نگر سوال جامہ سبز تر
ذیقعدہ بینی کود کے ذیحجہ دفتر خوب تر
(اکمال ارتقوی مطبوعہ ۱۳۸۸ھ ص ۵۶)

تیسری تاریخ تک چاند ہلال رہتا ہے اس لئے جو اعمال وارد ہوئے ہیں وہ تین دن چاند دیکھنے کے بعد کئے جاسکتے ہیں جناب حجۃ الاسلام سید ابوصاحب قبلہ مجتہد مرحوم اس مقام پر فرماتے ہیں :-

”عوام میں مشہور ہے کہ تیسری شب یا تیسری تاریخ کا چاند دیکھنا باعث غصہ ہے اس کی اصل کہیں کتب امامیہ میں پائی نہیں جاتی بلکہ خلاف اس کے زوائد المعاد میں لکھا ہے کہ چاند دیکھنے کے وقت خواہ پہلی شب ہو خواہ دوسری یا تیسری مستحب ہے کہ دعا مانگے منقولہ کو پڑھیں۔“

(تحفہ احمدیہ جلد دوم ص ۱۳۵ مطبوعہ بستان مرتضوی ۱۳۵۵ھ)
چاند دیکھنے کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور یہ ساعت استجاب دعا کے اوقات میں ہے۔
(بحار الانوار جلد ۱۹ ص ۷۲)

بچپن اور تعلیم و تربیت | نشوونما اسلامی جاہ و جلال کے کھوارہ میں
ہوئی۔ ہوش سنبھالتے سنبھالتے علم کا شوق
اس قدر غالب ہوا کہ اپنی تمام توجہ تحصیل علوم پر منعطف کر دی اور بچپن کا
زمانہ تمام تر تحصیل کمالات میں گزرا۔ سن شعور تک پہنچتے پہنچتے ان سکو

علم قرآن میں اتنا عبور ہوا کہ ماہرین قرآن سے امتحان لئے گئے۔ غرض مدوح کی ذات ان تمام اوصاف کی جامع تھی جو ہم متفرق طور پر دیگر لوگوں میں پاتے ہیں۔

اوصاف ذاتی | واقعات جو آئندہ آپ کے سامنے آئیں گے ان کے مطالعہ سے واضح ہو گا کہ نافع زبور کمال سے آراستہ تھے۔ علم و

کمال ہمدردی، مساوات، فرض شناسی، غیبت، انصاف، شجاعت، بہادری، تیر اندازی میں وہ بیگانہ دروازہ کار تھے۔ ان کے نمایاں صفات میں بعض صفتوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

تیر اندازی | یہ وہ صفت ہے جو سلف صالحین میں برابر پائی جاتی تھی۔

تیر و کمان کی تاریخ ہم نے شہزادہ علی اصغرؑ میں کسی قدر تفصیل سے لکھی ہے۔ احادیث ائمہؑ میں اس فن کے فروغ پر جابجا بحث ہے۔ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے لڑکوں کو تیرنا اور تیر لگانا سکھاؤ۔ (حلیۃ المتقین)

جناب رسالتؐ نے کسی رٹائی میں اپنی فوج کے ایک بہادر سپاہی سہل کی ہمت افزائی کی اور وہ جب تیر پھینکتے تھے تو آپؐ فرماتے تھے اللہ صمد درمیتہ بار الہان کے تیر کو نشہ نہ لگ پھینچا۔ (مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۱۷۱ بیہی)

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بھی تیر و کمان کو ایسے ہی مقامات پر استعمال کیا ہے جس کا تعلق میدان جنگ سے نہیں ہے۔ چونکہ کمال شجاعت یہ ہے کہ دشمن کی صفوں میں ڈوب کر دست بردست لڑے۔ اس لئے حیدری شجاعت یہ نہ تھی کہ دشمن سے دور رہے اور تیر و کمان سے جنگ ہو۔

آخر میں شہداء کو بلا کی ذہنیت پر کہ انہوں نے عاشور کے ایک دن میں اپنے ذاتی کمالات بھی دکھلائے اور شمشیر زنی کا موقع آیا تو لاقعدا و تلواروں سے

منہ نہ موڑا۔

پانی پلانا

انسانی ہمدردی کا سب سے سہل اور آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی پیادے کو ہم پانی پلائیں۔ اسی اخلاقی فریضہ کو پیغمبر اسلامؐ اور ان کے اوصیاء نے مذہبی جامہ پہنا کر عظیم اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اور اس عمل سے شاید ہی کوئی عمل بہتر ہو۔ پیادوں کو پانی دینا اگر کسی ایسے انسان کی مصفت ہو جو بہشت میں پہنچنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو جس کو پانی پلایا ہے وہ سیراب ہونے کی جزا میں اس کو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے۔ طبرسی علیہ الرحمہ نے پیغمبر خداؐ سے روایت کیا ہے کہ روز قیامت ایک شخص جو اہل بہشت سے ہو گا بارگاہِ صمدیت میں عرض کرے گا کہ اے پروردگار! میرے فلاں بندے نے در دنیا میں پانی پلایا تھا مجھے اس کی شفاعت کا اختیار دے۔ حکم ایزدی ہو گا کہ جا اور اس کو جہنم سے باہر کر۔ یہ شخص اس کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تلاش کر کے جہنم سے نکالے گا۔ (مجمع البیان تفسیر سورہ مدثر)

نافع بن ہلالؓ نے اہلبیتؑ تک پانی پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ عالم باعمل پیکر خیر تھے۔ ان کے اس عمل کا کیا کہنا وہ اس خدمت کا اجر ساقی کو شرف کے ماتھے سے پائیں گے۔ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو اس کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے پانی لانے میں جو اجر و ثواب تھا وہی ارادہ میں حاصل ہوا۔

صحبت حضرت علیؑ کا فیض

امیر المومنین علیؑ اسلام کی علم افروز صحبت میں نافعؓ کا حاضر رہنا اور اب مدینہ علم کی جبر سائی وہ شرف ہے جو اچھے اچھوں کو نہیں ملا علیؑ کی سرکار سے نافعؓ علم و عمل کی لازوال دولت کو ملے رہے اور خلعت تہذیب و اخلاق نے ان کو ایسا سنوارا کہ

۱۔ کافی، کلینی رحمہ اللہ ص ۱۱۱ (۵۱) حقائق الامیان ملا محسن کا شافی ص ۱۱۱

(۲) تفسیر نفاخ الغیب راک ج ۱ ص ۶۷۸ طبع مصر۔

سرفروشی کی منزل پر جان دینے میں کبھی عذر نہ ہوا۔ تاویل قرآن میں جو لڑائیاں ہوئیں ان میں جہاد دیکھا۔ وہ ان نام نہاد صحابہ میں نہ تھے جو سرفروشی کے موقع پر جان عزیز کرتے تھے۔ ایک گروہ تو وہ تھا جس کے ارادوں کی کمزوری اور قوت عمل کے فقدان کو دیکھ کر یا اشباۃ الرجال و لا رجال کہا تھا۔ یہ صورت نامرد اگر زیادہ تھے تو ان میں سرکف بھی تھے۔ محمد بن ابی بکرؓ، مالک اشترؓ، کبیل بن زیادؓ، میثم تمارؓ، جبر بن عدیؓ، رشید حجریؓ، عمر بن حنظلؓ، خزامیؓ، روحانی سلطنت کے وہ نور تھے جن کا ایک ایک رکن عظیم المثال تھا۔ موخر الذکر جان بازوں کو بارگاہ عصمت سے جو خطاب عطا ہوا تھا وہ ملاحظہ ہو۔ عبید اللہ امرتسری فرات حضرت امیر المومنینؑ کے ثبوت میں لکھتے ہیں :-

عن علی تال یا اهل الکوفۃ ستقتل منکم سبعۃ لضر خیارکم
مثلہم کمثل اصحاب الاخذ و دہنہم حہم بن العدی و
اصحابہ فقتلہم معاویہ فی دمشق الشام کلہم من الکوفۃ۔

(کنز العمال)

جناب امیرؑ نے کوفہ کے لوگوں سے فرمایا اے اہل کوفہ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو کہ نہایت بزرگوار ہیں قتل کیے جائیں گے۔ ان کے مثل بعینہ گڑھے کے شہیدوں کی ایسی ہے ان میں سے جبر بن عدی رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ پس امیر معاویہ نے ان کو دمشق شام میں قتل کیا۔ وہ سب کوفہ میں تھے۔ (ارجح المطالب ۱۸۸)
چھاپ لاہور طبع اول

قصہ اصحاب اخذ و دہن | اصحاب اخذ و دہن کا قصہ قرآنی حکایت ہے جسے سورہ
بروج میں سان قدرت نے برقم بیان کیا ہے۔

قتل اصحاب الاخذ والالتاد ذات الوقود اذ هم علیہا
تعود وھم علی ما یفعلون بالمومنین شھود۔ خدق والے خدا شناس
قتل کئے گئے یہ آتشیں خدق تھتی جس میں (دشمنانِ حق نے) ایندھن جھونک
کر مشتعل کیا تھا جب (عالم بادشاہ اور اس کے ساتھی) خندقوں پر بیٹھے
ہوئے تھے اور جو کچھ ایمانداروں کے ساتھ کرتے تھے اس کو دیکھ رہے تھے۔

(پ۔ ۳ رکوع ۱۰)

حقیقتِ حال یہ ہے کہ قوم حبش پر خدا نے ایک حبشی کو نبی بنا کر
بھیجا۔ یہ قوم اپنے بادشاہ یوسف ذولواس کو خدا سمجھتی تھی اور اس کی اور
بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ نبی نے ان کی بدکرداری پر وعظ و نصیحت کی اور خدائے
قہار و جبار کی طرف دعوت دی۔ بادشاہ نے نبی مذکور کے ساتھیوں سے
فوج بھیج کر جنگ کی اور بیشتر نفوس کو قتل کر ڈالا۔ جو باقی بچے ان کو قید کر کے
گم گز لانبی اور ۱۲ گز چوڑی ایک نہر کھودی اور اس کو آگ سے پاٹ دیا اور حکم
دیا کہ جو بادشاہ کے دین پر ہو وہ الگ اور جو اس سے انکار کرے وہ آگ
میں آکر گر پڑے۔ وہ تمام مومنین جو نبی کے پیرو تھے مجبور ہو کر ایک دوسرے
کا ہاتھ پکڑ کر اس آگ میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ جب ایک صاحبِ اولاد
خاتون کی باری آئی اور وہ اپنے تین مہینہ کے بچے کو گود میں لے ہوئے قریب
آئی تو اس کو کسی قدر پس و پیش ہوا۔ قدرت نے دل بڑھایا کہ زبان معصوم
کو گویا کیا۔ شیر خوار نے ماں سے کہا کہ تم حق پر ہو۔ یہ سنتے ہی وہ بھی آگ
میں کود پڑی۔

اور اس آخری قربانی کے بعد منتقمِ حقیقتی نے ہوا کو سکھ دیا جس نے آگ
کو بادشاہ اور اس کے ہوا خواہوں کی طرف نہ پہنچا دیا اور وہ سارے باطل نواز

جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔ اور جتنے مومنین آگ میں گرے تھے وہ سب بال بال بچے گئے اور صحیح و سالم نکل آئے۔

ابو اسحاق ثعلبی مورخ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس بادشاہ کے باپ کا نام نثر جیل تھا اور یہ زمانہ فرقت کا واقعہ بعثت نبوی سے ستر سال پہلے کا ہے۔

(عرائس التیجان ص ۳۰۵ طبع مصر)

آدم بر سر مطلب اصحاب امیر المومنین کو ان بے گناہ مظلوموں سے تشبیہ دینے میں راز یہ ہے کہ جس طرح ظالم بادشاہ نے ان کو نذر آتش کرنا چاہا تھا اور بمصدق چاہہ کن را چاہہ در پیش۔ وہ خود ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح اصحاب حضرت علی کو ترسیخ کرنے میں ظالم ان کے قتل کرنے میں کامیاب نہ ہوا اور فردائے قیامت میں خدا نے تہار و حبار کی مہیا کردہ آتش دوزخ میں ابد الابد تک جلا گا۔ جو اصحاب امیر المومنین حکومت شام کے فروغ میں قتل ہوئے ان سے شہدائے کربلا کا مرتبہ یقیناً بڑھا ہوا تھا۔ لہذا ان کی مثال اصحاب اخروہ سے بھی پر تر افراد سے دی جاسکتی ہے۔

واقعات کربلا سے پہلے کی زندگی

نافع بن ہلال عنہایت شریف

النفس اپنے گھرانے کے

سردار اور رئیس سمجھے جاتے تھے۔ بڑے بہادر اور قاری قرآن اور منشی تھے۔ کتاب خدا ان کو زبانی یاد تھی اور حافظان قرآن میں بڑی تعظیم سے ان کا نام لیا جاتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کی صحبت نے ان میں اور چار چاند لگائے تھے۔ باب مدیثہ علم سے روایت کرنے کا فخر بھی حاصل تھا۔ کاش وہ روایات ہمارے سامنے ہوتیں جن کو کربلا کے اس مقدس شہید نے واقعہ کربلا سے پہلے نشر کیا۔ علم حدیث کی چاروں بلند پایہ کتابیں دیکھنے سے یہ زریں اقوال

زیر نقاب نہیں رہ سکتے لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرًا۔ زمانہ امیر المومنینؑ کا ادراک کرنے سے ان کو تابعین میں بھی جگہ دی جا سکتی ہے۔ اصحاب رسولؐ کو جس نے دیکھا ہو اور ان سے علمی استفادہ حاصل کیا ہو اس کو تابعی کہتے ہیں۔ نافعؓ نے اگر ان کو صحابی نہ مانا جلتے تو کم از کم تین معصومین کا زمانہ دیکھا حضرت امیر المومنینؑ کی حکمت آگئیں رزم نرم میں برسوں رہے اور صفین و جمل و نہروان میں خوب خوب داد شجاعت دی۔ پھر امام حسنؑ کا پر سکون مگر گونا گوں انقلاب کا عہد دیکھا اور یہ مقدر کی یاوری تھی کہ حسینی عہد تک رہے اور بڑھاپے میں شہادت کی لازوال دولت ملی۔ گویا صفین و جمل و نہروان میں حافظ حقیقی نے اسی لئے بجایا تھا کہ کربلا میں جنگ کر کے یہ امتحان بھی دیدیں کہ تشنہ و گرسنہ کیونکر جنگ کرتے ہیں۔ ان خدمات کے بعد نافعؓ کا نام اہلبیت طاہرین میں اجنبی نہ تھا۔ وہ دیرینہ خادم اور پرانے عقیدت کیس تھے۔ ان کی وفات سے ہو سکتا ہی نہ تھا کہ حسینؑ قتل ہوں اور وہ محاصرے میں سکون کی زندگی کو نعمت سمجھتے ہوئے بیٹھے رہیں۔ نافعؓ آپ کا بڑھاپا انیس اور زید بن ارقم صحابی رسولؐ سے زیادہ شاندار تھا۔ وہ فضیلت علمیؑ کی گواہی دینے میں بیہری کا عذر باور کریں اور آپ کو بڑھاپے میں اعضاء و جوارح کا فطری انحطاط روک نہ سکے۔ حالات کا جائزہ لینے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ نافعؓ مستند علم پر ایک محدث اور میدان جنگ میں سپاہی تھے۔

سبیل سکینہ

حمید رآباد لطیف آباد، پونٹ نمبر ۸-C1

ہلالِ محرم ہدیہ شد ازالِ درد شبیر پیدا شد
ملکہ نور جہاں ۱۰۲۷ھ

۴۰؎ کا خاتمہ اور نصرتِ دین کا عزمِ بالجم

صحبتِ امیر المومنین علیہ السلام میں جس کی عمر گزری ناممکن ہے کہ اس کو واقعہ کربلا میں اپنی شرکت اور قربانی کا علم حاصل نہ ہوا ہو۔ واقعات کا فقدان اور صحیح حالات سے خبر دینے والا کوئی نہیں ہے ورنہ ہم بتاتے کہ ان کو پیرائے سالی میں مرنے کا کتنا شوق تھا اور قربانی پر وہ کس ولولہ سے تیار تھے۔ معاویہ نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیر باد کہا، یزید تخت نشین ہوا اور بنی ہاشم کا وہ رہا سہا وقار بھی جو شامی مکہ و قریب سے بچ گیا تھا حکومتِ باطل کے ہاتھوں مٹنے لگا اور وہ منحوس وقت بھی آ گیا کہ کوفہ میں ظلم و استبداد کی گھنگھوڑ گھٹنا اور مظالم ابنِ زیاد کی جلیاں کوند نے لگیں۔ اصحابِ امیر المومنینؑ کا قتل و دستدارانِ اہلِ بیت کو سولیوں پر چڑھا گیا۔ سادات کے خون کی ارزانی جلد صر دیکھو ایک قیامت صغریٰ برپا تھی۔ اس پر آشوب دور میں نافعؓ کا گھر چھوڑنا اور شمعِ امامت تک پہنچنا ان کی سیاست اور حسن تدبیر کا ایک بلند نمونہ ہے۔ ناممکن تھا کہ باب کا صحابی بیٹے پر وقت پڑنے پر جہاں عزت کمرے۔ کوفہ کی فضا ابنِ زیاد کے سخت انتظامات سے ایسی مخدوش تھی کہ وہاں سے ایک متنفس کا بھی نصرتِ حسین کے ارادہ میں قدم بڑھانا ممکن نہ تھا مگر انہیں کمزور اور بیست ہفت مسلمانوں کے لیے جن کی قوتِ عمل سست ہو چکی ہو اور وہ ایمان میں کمزور ہوں۔

جو اہل ایمان ارادہ کے پختہ عزائم کے مضبوط تھے ان کو نہ شعلہ و آگ

روک سکتی تھی۔ یہ سمندر نہ خلیج راہ ہو سکتا تھا نہ پہاڑ ان کے ارادہ میں حائل ہو سکتا تھا۔ بوڑھے مجاہد حبیب بن مظاہر کا کاشتکار کی صورت میں گھر سے نکلنا ان کے حالات میں آپ بڑھ چکے۔ مسلم بن عوسجہؓ نے کمال کیا۔ حرم رسولؐ کی عقیدت مند بنی اور بچہ کو ساتھ لے کر کربلا پہنچے اور کوفہ کا پہرہ ان کی ساری بضاعت کو روک نہ سکا۔ نافعؓ کے لئے لفظ اس کا امکان نہ تھا کہ وہ اس قید و بند میں گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے کسی نہ کسی طرح پیادہ آئے اور امامؑ سے راستہ میں ملحق ہوئے۔ حسن تدبیر دیکھو و قاتل گھوڑے کو کوفہ ہی میں چھوڑ گئے تھے اور کہہ دیا تھا کہ ان کی روانگی کے بعد کسی طرح گھوڑا پہنچا دیا جائے۔

وہی ہوا کہ عذیب العجانات نامی منزل پر چار شخصوں کا جو جھٹھا حسینی قافلہ سے اکرم ملا ہے اس کے ساتھ نافعؓ کا کوئل گھوڑا بھی تھا۔ اس عربی نژاد گھوڑے کا اس کی خصوصیات کے لحاظ سے کامل نام تھا جس کو نو وارد گروہ نے نافعؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ کوفہ کی ناکہ بندی کا علم دنیا کے شہر و سجن کے تاجدار حضرت انسؓ کو بھی تھا۔ وہ اپنے ایک مرثیہ میں فرماتے ہیں کہ ناکوں پر جو کیاں تھیں جنہروں میں اہتمام نہ مسدود ہو گئی تھی سبیل خط و پیام آیا کہو ترا کے جسد ہر صید ہو گیا۔ قاصد جہاں ملا وہ وہیں قید ہو گیا خط پہنچانے والے کا قتل آپؐ نے سوانح عمری حضرت مسلم بن عقیلؓ میں پڑھا۔ نافعؓ کا راستہ سے ملحق ہونا ان کی دیرینہ محبت کا ثبوت ہے۔ ابھی تک شہادت حضرت مسلمؓ کی خبر نہ پہنچنے نہ پائی ہے۔ نافعؓ تجس مقصد کے انجام دینے کے لئے آئے تھے اس کو مبدع سے معاد تک انجام دیا اور نافعؓ کی شرکت حسینی مشن میں مکمل طور پر ہوئی۔ جب کربلا والوں کی چھوٹی ہوئی فرد حضرت مسلمؓ

اور ان کے میزبان ہانی بن عروہ کی دل دوزخ میں قتل پہنچی ہے تو نافعؓ بھی اس قابلِ اعتماد مجمع میں تھے جن کے چہرے دیکھ کر سنانی سنانے والے سے فرمایا تھا ہا دون ہو کا، ستر ان سے کسی بات کا پردہ نہیں ہے (جو کچھ کہنا ہے کہہ) (ارشاد شیخ مفید)

نافعؓ مسلم بن عقیلؓ کے پرستہ میں شریک ہوئے، راستہ کی صعوبتیں اٹھائیں حرمین یزید ریاحی کے روکنے پر اپنی خصوصی عقیدت کا گلہ سہ بہادرانہ تیوروں سے پیش کیا۔ جب کہ بلا پہنچی تو وہ ساتھ تھے۔ تین دن کی پیاس میں شریک مصیبت رہے۔ امامؓ کے رو برو جان دینے میں کامیاب ہوئے۔ سید الساجدینؑ کے مقدس ہاتھوں سے سپردِ خاک ہوئے رسولؐ کے شیشہ میں اپنی وفا کا لہو پہنچایا صادق آل محمدؑ نے ماں باپ خدا کئے۔

اب اس مختصر تہذیب کے بعد نافع بن ہلالؓ کی خدمات جس قدر بھی کتبِ مقاتل سے دریافت ہو سکتی تھیں سپردِ قلم کی جاتی ہیں۔

نبی زادہ پر پہلی یلغار اور لشکرِ حر کی طرف سے محاصرہ کی پُر فریب کوشش

تاریخ و سیر پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ حج سے محروم مسافر مصلحتِ وقت سے مجبور ہو کر غیر معروف راستوں سے چلے اور بڑی پامردی کے ساتھ راہِ ثواب طے کر رہے تھے کہ ایک نشیبی زمین سے گزرنے میں حرے کے درخت نظر آئے اور زبان سے بے ساختہ تکبیر نکلی۔ مگر راہ سے واقف نگاہوں نے تاڑ لیا کہ اس راستہ میں درخت کہاں، یہ تو نیروں کی بوڑیاں

اور گھوڑوں کی کونتیاں معلوم ہوتی ہیں۔ وہی ہوا کہ بات کہتے کہتے ایک ہزار سوار کا رسالہ آپہنچا اور محرم کا چاند نکلنے سے پہلے تمام ارباب دماغ کو ان نام کے مسلمانوں کے رویہ پر ماتم کرنا پڑا۔ اس لشکر کا سردار حرب بن یزید ریاحی عرب کا مشہور بہادر ہے اس کے پیچھے یہ کیا ہوا دشمن کی گستاخی، امام کی دریا دلی، پیادہوں کا معرکہ و مرکب سیراب کرنا۔ احسان فراموشی پر تاریخ کا صحنہ گواہ ہے۔ یہ سفاک مجمع جب روکنے پر تیار ہوا تو اصحاب حسینؑ کے تیور بدلے۔ زہیر بن قینؓ نے وہ تقریر کی جو ان کی سوانح عمری میں گزری۔ ان کے بعد نافعؓ کھیلے ہوئے اور کہا۔

شکرِ محرم کی آمد پر نافعؓ کے تاثرات

”اے رسولؐ کے فرزند آپؐ تو جانتے ہیں کہ آپؐ کے ناٹا رسول خدا صلعم سے یہ نہ ہوا کہ تمام مردم کو بادۂ الفت سے سیراب کریں (اور سہر کہہ وں)۔ کو اپنا دوست بنالیں اور جیسا چاہیے ملے و متقا کر لیں ان میں تو منافق بھی تھے جو ان کی مدد کا (جھوٹا) وعدہ کرتے تھے اور دل میں غداری کا جذبہ تھا۔ ان کی باتیں (دیکھنے میں تو) شہد سے زیادہ مینٹھی تھیں اور عملاً ان کی مخالفت جنظل سے زیادہ کڑی تھی یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دی۔ اور آپؐ کے پدربزرگوار حضرت علیؑ کو بھی ایسا ہی سامنا ہوا۔ کچھ لوگ ان کی مدد پر تیار ہوئے اور جمل و صفین و ہروان میں ان کے دشمن سے جنگ کی اور ایک گروہ نے اختلاف کیا حتیٰ کہ ان کی بھی زندگی کے دن پورے ہوئے اور رحمتِ الہی اور رضا و باری کی طرف سہارا ہے۔ آج ہمارے نزدیک آپؐ کا وہی عالم ہے جو شخص عہد شکنی کرے گا اور نیت کو خیر باد کہے گا وہ اپنے تئیں خود ضرر پہنچائے گا۔ آپؐ کا کچھ نہ بگڑے گا۔ بخدا ہم کو مقدر کا کچھ اندیشہ نہیں

اور نہ اپنے پلنے والے کے سامنے جانے سے ہم کو کراہت معلوم ہوتی ہے۔ ہم اپنے ضمیر پر قائم اور دل کی آنکھوں نے جو دیکھا ہے اس پر باقی ہیں۔ ہم اس کے دوست ہیں جو آپ کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور اُسے دشمن جانتے ہیں جو آپ کا دشمن ہے۔ (البصار العین)

اس تقریر کو فاضل معاصر مولانا شیخ محمد بن شیخ طاہر سماوی نجفی نے مناقب ابن شہر آشوب سے نقل کیا ہے اور مناقب کے ہندو بیرون ہند کے مطبوعہ نسخ میں اس کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ مناقب طبع بمبئی اور عراق اس گفتگو سے خالی ہے۔

اصل الفاظ البصار العین کے یہ ہیں۔

یا بن رسول اللہ انت تعلم ان جدک رسول اللہ لم یقْد
 مران یشرَب الناس سَجَبْتَهُ لَانِ یُرْجَعُو الی امرءٍ ماحِبٍ و قد کان
 منہم من اَفْقَوْنَ یعدونہ بالنصر و یضمر و نہ بالغدر یلقونہ
 باحلی من العمل و یخلفونہ یا مر من الخنظل حتی قبضہ اللہ الیہ
 ان الفاظ سے بھی احتمال ہوتا ہے کہ نافع رسول کے صحابی تھے ورنہ وہ ہمہ
 رسول اور زمانہ امیر المومنین کے لوگوں پر ایسی تفصیلی رائے زنی نہ کرتے۔
 بہر حال یہ بیان نافع کی نیک نیتی اخلاص عزائم کی پختگی کی صحیح تصویر ہے۔

ہاشور سے پہلے علمداری کا عہدہ

قانون جنگ ہے کہ فوج میں سپاہیوں کے خصوصیات ذاتی کے ساتھ ان کو عہدہ ملتا ہے اور آپس میں امتیازات قائم کئے جاتے ہیں۔ نافع ان مجاہدین میں تھے جن کو سرکار حسینیؑ سے علم ملا تھا۔ ان کے اس شرف کو ابو جریطری نے

تاریخ میں ظاہر کیا ہے۔ امام زمین کو بلا پر پہنچ چکے ہیں۔ خیمہ نہر پر برپا نہ ہوئے
فوجیں آنا شروع ہوئیں دشمن کی بربریت کا آخری ثبوت یانی بندھ سونے کی
صورت میں ہو ظاہر ہوا۔ اور قحط آب سے سیاہ حسی میں بے چینی پھیل گئی
اس وقت سرکار حسی سے ان کے جھوٹے بھائی حضرت عباسؑ کو نہر پر بھیجنے کی
راے ہوئی۔ مولف شہدا کو کر بلا اس مقام پر رقم طراز ہیں :-

”جناب عباسؑ تیس سوار اور بیس پیادوں کے ساتھ مشکینہ یانی
کے لئے کراگے بڑھے اور نہر کے قریب پہنچے۔ نافع بن ہلال بجلی نے علم اپنے
ہاتھ میں لیا اور سب کے آگے ہو گئے۔ عمر بن حجاج زبیدی نے جو نہر کا محافظ تھا
ٹوکا اور کہا کون ہے جو نہر پر جاتا ہے۔ نافع بن ہلال نے نام بتایا، عمر بن حجاج
قبیلہ زبیدی سے تھا جو مذحج اور مراد کی ایک شاخ ہے اور جمل بھی مراد کی شاخ
ہے اسی لئے نافع نے اپنا نام بتایا اور قبیلہ کا پتہ دیا۔ اس نے کہا آنے کا سبب
کہا اسی یانی کے پینے کو جس سے تم نے ہمیں روک رکھا ہے۔ عمر نے کہا بیوتم
شوق سے تمہیں پینا گوارا ہو۔ نافع نے کہا میں تو خود پیوں گا نہیں در صورتیکہ
حسین اور ان کے سب اصحاب پیلے سے ہیں۔ یہ سن کر فوج آگے بڑھی اور کہا
یہ تو ممکن ہی نہیں کہ یہ لوگ سیراب ہوں۔ ہم یہاں مقرر اسی لئے کئے گئے ہیں کہ ان
کو یانی پینے سے مانع ہوں۔ نافع ان لوگوں سے گفتگو کرنے آگے بڑھے اور
اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم جلدی مشکین یانی سے بھر لو۔ زیادہ تیزی سے بڑھے
اور انہوں نے مشکین پُر کر لیں۔

ادھر نگہبانوں کی فوج آگے بڑھی۔ جناب عباسؑ نے اور آپ کے ساتھ نافع
بن ہلال نے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹایا۔ اتنی دیر میں وہ لوگ جو
مشکین لئے ہوئے تھے ساحل سے اوپر آگئے تھے۔ جنگ آزمابہادروں نے ان سے

کہا کہ تم خیموں کی طرف چلو اور خود میں رہے۔ یا سبائوں کی فوج نے پھر بڑھ کر حملہ کیا اور چھ جنگ ہوئی۔ اس موقع پر ذاق بن ہلالؓ نے عمر بن جراحؓ کے ساتھیوں سے ایک شخص کو جو قبیلہ مداء سے تھا نیزہ لگایا بظاہر وار اچھا تھا اور کوئی اثر محسوس نہ ہوا تھا۔ مگر اس کے بعد وہ زخم مہلک ثابت ہوا اور وہ شخص ہلاک ہو گیا۔ اصحابِ امامؑ یانیؓ نے کرواہیں ہو گئے۔

(شہداء کربلا حصہ دوم مطبوعہ سرواز قومی پریس ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)
مرقومہ بالا بیان پیش کر کے مولف نے رائے ظاہر کی ہے کہ ”یہ غالباً آٹھویں یا نویں شب کا ذکر ہے۔“

اور طبری نے اس محل پر اپنی تجویز لکھی ہے ذالک قبل قتل الحسین ثلاث یہ شہادت عظمیٰ سے تین دن پہلے کا ذکر ہے۔ (تاریخ طبری ص ۱۷۱) اور یہی صبح اور آزادانہ رائے ہے جس سے مسئلہ عطش کا وقار اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔
بریرؓ کے یانیؓ لانے کی روایت جو سوانح عمری بریرؓ میں گزری وہ اس کے علاوہ ہے۔

روزِ عاشور کی قیامتِ راصح

ان پُر جگر بہادروں پر زندگی کی آخری رات کیونکر گزری؟ کیا موت و حیات کی امید و بیم میں یا دشمن سے خوف و ہراس میں! انہیں نہیں بڑے ہی مجر العقول اطمینان میں سجا دوں پر بیٹھ کر رات بھر عبادت کرتے رہے اور اپنی غرضِ خلقت کو پورا کیا۔ وہ وجہ و حجبی للذی فطر السموات والارض کی مجسم تصویر تھے اور کائنات کا ذرہ ذرہ ان کو قبلہ عالمِ مجسمہ کر دیکھ رہا تھا۔ ان کا اخلاص ایسا نفعبد و ایسا نستعین کی تفسیر تھا اور ماسویٰ اللہ ان کے گرد آلود چمکے ہوئے چہرے دیکھ کر ان سے نور کاٹے تھا۔ جب رات کے سٹلٹے میں خیامِ فلکِ احتشام سے ماتم

کی جگر پاش سدابند ہوتی تھی تو عرش سے فرش تک ہل چل پڑ جاتی۔ شہ لولاک کے گھر میں بے چینی نہ تھی۔ ہر عالم میں تلاطم تھا۔ فاطمہ کے چاند کو کہیں میں دیکھ کر ادھر ماہ فلک رخصت ہوا ادھر کشتہ فراق کی دُوبتی ہوئی نیشول کی طرح تارے غروب ہونا شروع ہوئے۔ گریبان سحر چاک ہوا اور ہر چہرہ پر اندر نے سرا سیمہ اپنے آشیانوں سے باہر کر سیدمان کر بلا کو نرغہ اعدا میں دیکھ کر نوحہ شروع کیا۔ آج طائر ان خوش الحان کی ہر تسبیح کل من علیہا فان کا درس ہے اور شہنشاہ علی اکبر کی اذان سن کر فرشتے کر دیں حکایت پر تیار ہیں۔ آسمان پر فوج کو اک در ہم بر ہم ہوتی اور زمین پر سپاہ قلیل کے نمازی جماعت کی شکل میں منظم ہوئے۔ آقائے کونین مہلتے پر آئے فریضہ صبح ادا ہو گیا۔ قدرت نے والنجیر و لیلال عیش کی صدا دی۔ اگر یہ نماز با وضو پڑھی جاتی تو تعجب نہ تھا۔ سامنے دریائے فرات موجزن ہے مگر دشمن کا پانی پر قبضہ دیکھ کر غصہ سے ہاشمی نوجوانوں کا چہرہ ممتا گیا ہے۔ ان کی چسپ بر جیس ہونے سے غضب الہی کی صورت میں شفق کی سرخی افقِ جرخ پر دوڑ گئی اور گردوں سے نور شید خاور بھی کانپتا ہوا طلوع ہوا اس کا لرزہ بر اندام ہونا بتاتا تھا کہ مہر امامت کے زوال کا غم ہے دست شمع سے تعقیبات میں مصروف نمازیوں کا مصافحہ کیا اور مصلیٰ جانماز سے اٹھ کر پشتِ فرش پر آئے فوجیں مرتب ہوئیں، طبل جنگ بجا، صلح پسند امام کے کئی احتجاج کا کوئی جواب نہ ملا، صفِ مخالف سے تیر آ کے مبارز جلی ہوئی سر فروش باری باری جان دینے لگے۔

نیزہ بازی کا پہلا موقع [نیزہ سے جنگ فنونِ حرب کا ایک زبردست ہنر ہے اور عرب میں نیزہ بازی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبوں میں

بہتر فرمایا ہے۔ انا الطاعن بالرحمین۔ میں نے دونوں سے جنگ کی۔ آپ کا دوسرا قول الصّارِبُ بالسّیفین کے یہ معنی اگر غلط سمجھے جائیں کہ کسی لڑائی میں دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں لے کر لڑے تو یہ معنی ہوں گے کہ آپ نے ایک تو اس تلوار سے جنگ کی جو ذوالفقار نازل ہونے سے پہلے ہاتھ میں تھی اور پھر آسمانی شمشیر دوپیکر سے جہاد کیا لیکن الطاعن بالرحمین کے معنی صرف یہ ہو سکتے ہیں کہ آپ نے کسی جنگ میں دونوں ہاتھوں میں دونوں سے جنگ کر جہاد کیا۔

اور یہ کچھ بعید بھی نہ تھا اور کوئی نئی بات نہ تھی۔ حالات حضرت ذوالقرنینؑ میں ہے کہ کان اذا حارب قاتل لبسیدہ و در کا بیہ جمیعاً۔ وہ جب میدان جنگ میں سوار ہو کر لڑتے تھے تو دونوں ہاتھوں میں دونوں پیروں سے جنگ کرتے تھے۔ گزشتہ اُمتوں میں جو کچھ ہوا وہ اس امت میں ہونا لازم و ملزوم اور احادیث نبویؐ سے ثابت ہے لہذا اگر دونوں سے جہاد کیا ہو تو کیا تعجب ہے۔

نافعؓ نے غزوات میں امیر المومنین علیؑ کے حربی کمالات اپنی آنکھ سے دیکھ کر جو کچھ بھی سبق نہ لیا ہو وہ کم ہے۔ ان کی نیزہ بازی اس واقعہ سے ثابت ہے۔

اصحابِ حسینؑ میں ایک بزرگ تھے عمر بن قرقہ الصّاریؓ وہ جب شہید ہو چکے تو ان کا بھائی علی بن قرقہ جو بد قسمتی سے فوجِ شام میں تھا بھائی کی خبر سُن کر جذبہ انتقام میں سامنے آیا اور اس دشمن تہذیب نے مظلوم کر بلا اور حضرت امیر المومنینؑ کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کئے اور سخت لب و لہج میں کہا۔

لہ عرائس ۲۵۱ ص ۲ صبیح بخاری ج ۳ ص ۱۸۲ طبع مصر و مجمع البحرین لغت قزو

تم نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور دھوکا دے کر اس کی جان لی۔ امامؑ نے فرمایا
 خدا نے تیرے بھائی کو گمراہ نہیں کیا بلکہ ان کی نو ہدایت کی۔ ہاں تجھے گمراہی میں جھوڑ
 دیا ہے۔ بے دین نے کہا خدا مجھے قتل کر ڈالے اگر میں تم کو قتل نہ کروں یا میں
 خود ہلاک ہوں۔ یہ کہا اور تلوار کھینچی۔ بھلا اصحاب با وفا اس ید بخت کی یہ
 گستاخی کب دیکھ سکتے تھے۔ نافع بن ہلالؓ سپر ہو گئے اور نیزہ کے ایک
 ہی وار میں اُسے منہ کے بل گرا دیا۔ ساتھ اس کے اسے اٹھا کر لے گئے اور مرہم
 پٹی کر کے اچھا کر لیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۱)

اس مقام پر کسی شخص کو یہ خیال نہ ہو کہ نافعؓ کا دار کیوں خالی گیا۔ ان کے نیزہ
 سے دشمن کا کام تمام ہو جانا چاہیے تھا۔ کیا انہوں نے فنی غلطی کی تو اس شبہ کا جواب
 یہ ہے کہ انصار امامؑ پیکر تہذیب و وفا تھے۔ نافعؓ نے اس اقدام میں امامؑ سے اذن
 جنگ حاصل نہیں کیا تھا اس لئے ان کا وار سبک تھا۔ انہوں نے اس حملہ میں لاف و
 گزاف کا جواب دیا تھا جس میں وہ کامیاب ہوئے، اس کی جان لینا منظور نہ تھی۔
 واقعہ کر بلا میں سب سے پہلے توان کی شجاعت اور حسن تدبیر کے جوہر اس
 وقت کھلے جب وہ پانی لینے گئے اور دوسرا اقدام یہ تھا۔ اس کے بعد جو زلزلہ آگین
 جہا د کیا وہ بھی یاد گار ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ
 حیدر آباد منہ، پاکستان

رخصت

وہ پیکر صدق امامؑ جو اصحاب سے شب عاشورؑ گہر چکا ہو کہ ”دشمن کو
 صرف میری جان مطلوب ہے۔ اگر میں قتل کر ڈالا گیا تو میرے سوا ان کو کسی سے
 غرض نہیں ہے۔“

اس کے عزائم کا استحکام اور شہادت کا شوق الفاظ میں ادا نہیں ہو
 سکتا۔ ایک غیر شیعہ مقرر نے کہا ہے کہ ہر زاہر کی قربانی کے بعد امام عالی مقام خود

موت پر مکرر باندھتے تھے اور اصحاب و انصار پر ارادہ دیکھ کر گھیر لیتے تھے ان میں سے ایک دوسرے پر سبقت کر کے جواذی جہاد پہنچانا تھا وہ میدان کی سمت جاتا۔ اس بیان کا مستمسک روایت علل الشرائع ہے۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ! اس کا سبب کیا تھا کہ اصحاب حسینؑ باوجودیکہ جانتے تھے قتل ہو جائیں گے، پھر بھی جہاد میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔
حضرتؑ نے فرمایا:

انضم كشف لصلهم العطاء حتى اسل ومانا لصلهم من الجنة وكان
الرجل منصرفا ليقدر على القتل ليبدأ من الى حوراء عريفا لقتلها والى
مكانه الى الجنة۔

اصحاب حسینؑ کی نظروں سے اس حد تک پر دے اٹھ گئے تھے کہ وہ
بہشت میں اپنے قصہ دیکھتے تھے اور ان میں کا ہر شخص پیش قدمی کرتا تھا کہ
کسی طرح جلد قتل ہو کر اپنی منزل پر پہنچے اور حوروں سے بغل گیر ہو۔

(ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۷۱ طبع بمبئی و جلاء العیون وغیرہ)

رخصت کے وقت نافعؑ کا بھی یہی حال تھا اور بجز حسدیت کے ان کے
سامنے دنیا کے تمام علاقے قطع ہو چکے تھے۔ جان دینا اور جان لینا صرف یہی ان کا
مقصد واحد تھا۔

نافعؑ کی جنگ اور رجز

ظہر کے پہلے یا کچھ بعد اجازت لے کر میدان میں آئے رجز پڑھا۔ طبری نے
ان کے رجز میں یہ دو مصرعے لکھے ہیں:

انا الجعلی انا علی دین علی

میں قبیلہ جمل کا ایک سپاہی ہوں۔ میں علیؑ کے دین پر ہوں محمد بن خاوند

شاہ بلخی نے روضۃ الصفا میں ودین، دین النبیؐ تیسرے مصرعہ کا اضافہ کیا ہے وہ علیؑ، جن کا دین اور رسولؐ کا دین ایک ہے۔

بیز جزین کر ایک شخص مزاحم بن حریثؑ نامی صفت دشمن سے نکلا اور جواب میں کہنے لگا۔ ”میں فلاں کے دین پیروں“ نافعؑ نے کہا تو شیطان کے دین پر ہے۔

رجز کے بعد حملہ کیا۔ نافعؑ تیر اندازی میں ماہر تھے اور جدت یہ کی تھی کہ اپنے تیروں کے سو فار پر اپنا نام لکھ رکھا تھا اور سب تیر زہر میں کھجے ہوئے تھے۔ ان خون آشام تیروں سے بارہ کافروں کو ہلاک کیا اور بہتیرے زخمی ہوئے جن کو زہر کے اثر نے زندہ رہنے نہ دیا۔ تیروں کے ختم ہونے پر تلوار نیا م سے کھینچی اور دست بدست جنگ کی نوبت آئی۔ اس جنگ میں دشمنوں نے ان کا حوصلہ پورا ہونے نہ دیا اور ہر طرف سے گھیر کر محاصرہ میں لے لیا اور ایک تن تنہا پرسیکڑوں ٹوٹ پڑے۔ اسی بزدلانہ حملہ میں ان کے دونوں بازو ٹوٹ گئے اور حضرت مسلمؑ کی طرح گرفتار ہو گئے۔

شہادت نافعؑ

شہر چند کافروں کے ساتھ ان کو گرفتار کر کے عمر سعد کے پاس لے گیا اس نے کہا نافعؑ تم نصیحتی جان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ نافعؑ نے کہا میرے دل کے حال سے تو خدا واقف ہے۔ اس وقت ان کی دالڑھی پر خون بہہ رہا تھا اور اس غیرتناک عالم میں وہ کہہ رہے تھے :-

”قسم خدا کی میں نے تم میں بارہ آدمی جان سے مارے ہیں ۱ رزخی اس کے علاوہ ہیں۔ میں خوش ہوں کہ میں نے اپنے فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کی

اور اگر میرے بازو ٹوٹ نہ جاتے تو تم مجھ کو اس طرح ہرگز گرفتار نہ کر سکتے۔“
 شمر نے کہا کہ اس شخص کو زندہ رہنے نہ دیا جائے۔ عمر سعد نے کہا کہ
 تم گرفتار کر کے لائے ہو تمہیں کو اختیار ہے، اس نے تلوار کھینچی۔ نافع نے کہا
 اگر تم مسلمان ہوتے تو کبھی ہمارے خون سے ہاتھ رنگیں نہ کرتے۔ خدا کا شکر
 ہے کہ اس نے ہماری موت اپنی مخلوق میں سے بدترین انسان کے ہاتھ سے قرار
 دی۔ ظالم شمر نے بید روی کے ساتھ بے دست و پا پر تلوار لگائی اور نافعؓ
 جان بحق تسلیم ہو گئے۔ (تاریخ طبری)

آقائے در بندری مولف اکسیر العبادات المتوفی ۱۲۸۷ھ نے شہاب الدین
 عاملی کے مقتل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تین سو کو فی و شامی قتل کئے اور
 جب گرفتار ہو کے لیسر سعدؓ کے پاس آئے تو اس نے کہا اللہ دمارے ہاں شد
 نصرتک للحسین، مولوی عبدالشکور صاحب پانانالہ لکھنؤ نے اپنے رسوائے
 تاریخ اخبار میں آج سے بارہ سال پہلے مسلمانوں کو یہ معاملہ دیا تھا کہ:-

حاشا وکلا بجنر چند لڑکوں اور نوجوانوں کے جو خود حضرت
 حسینؑ کی ولایت میں تھے اور جن کی مجموعی تعداد مع اولاد کے
 سترہ یا زیادہ سے زیادہ بائیس تک پہنچتی ہے۔ کسی نے بھی
 تو ساتھ نہ دیا۔ (آفتاب شہید نبیؐ بابت ۱۳۵۷ھ)

واقعہ کربلا میں نافعؓ ایسے بوڑھے اور مقدس شخص کی شرکت بتاتی ہے
 کہ نیزیدی دور میں مذہب پر وہ آئینے کی تھی کہ عہد رسولؐ کے بچے بوڑھے
 سب قربانی پر تیار تھے۔ دیکھنے میں تو بہتر (۷۷) نفوس تھے مگر حسینی پر چم
 کے نیچے دنیا نے عقل و تہذیب و اخلاق علم و ادب سمٹ آئی تھی جن کے سرگردن

واقعہ کربلا میں ابن سعدؓ کی عمر ۹۲ سال تھی مشیر الاحزان، مولفہ عبد علی ۱۳۵۷ھ

میں شامیوں نے تفرقہ کیا۔ اس جماعت کا ہر شخص آلِ محمد کی حقیقت پر گواہ تھا۔

زیارت میں نافعؒ پر سلام

علامہ شیخ عبد اللہ مامغانی المتوفی ۱۳۵۲ھ نافعؒ کے حالات لکھ کر آخر بیان میں تحریر کرتے ہیں وقد وروا التسلیم علیہ فی الزیارة الرجیبیہ و زیارة ناحیہ المقدسہ و کفایہ شرفاً و فضلاً۔ ماہِ رجب میں جو زیارت پڑھی جاتی ہے اس میں اور نیز زیارت ناحیہ ہفتاد و دو تن میں نافعؒ پر سلام بھی وارد ہوا ہے جو ان کے فضل و شرف کے لئے کافی ہے۔

(تنقیح المقال طبع نجف اشرف ۱۳۵۲ھ ص ۲۶۶)

زیارت ناحیہ میں جو سلام ہے اس کے حسب ذیل الفاظ ہیں۔

”السلام علی نافع بن ہلال بن نافع الجلی المرادی“

سلام ہو نافعؒ پر جو ہلال کے بیٹے اور نافع کے پوتے تھے قبیلہ جلی اور مراد سے اُن کا وطن تعلق تھا۔

حیدر آباد

حیدر آباد لطیف آباد، پوسٹ نمبر ۸۰-۵۱

منظوم سوانح عمری

نافع بن ہلالؓ

از نتیجہ فکرہ جناب مولوی شبیر حسین صفاء الہ آبادی

علم و عمل پہ خاصی طرح پر عبور تھے
طور و طریق چال چلن خوشگوار تھے
یہ لوگ اہل بیت نبوتؐ پر تھے قدرا
مندرج کے نسل خاص سے رکھتے ہیں سلسلہ
ہر طرح کے علوم کی نعمت یہ پاتے تھے
الفت میں شہد کے صرف دل و جان کرتے تھے
اوصاف جس قدر تھے درست و نفیس تھے
یہ قوم میں رئیس گنہاتے تھے سدا
مشغول رہتے تھے یہ صلوٰۃ اور صوم میں
انباتے روزگار میں روشن ضمیر تھے
حفاظ آ کے سنتے تھے اور ہوتے تھے حجاب
تعلیم سے علمی کے یہ حاصل شعور تھا
اہل کمال میں انہیں حاصل کمال تھا
منشی کا پھر خطاب بھی نافعؓ کو تھا
قول رسولؐ پر ہو جو عامل وہ ناصری
سب تابعین کہتے تھے نافعؓ کو تابعی
اور آخرت سنوار کے اچھا بناتے تھے

نافع بن ہلالؓ بڑے ذی شعور تھے
نافع بن ہلالؓ بڑے ہونہار تھے
نافع بن ہلالؓ کا ہے خاندان جدا
بجلی کا جو قبیلہ ہے اس سے ہے رابطہ
باب دیار علم کی صحبت کے فیض سے
نافع بن ہلالؓ صحابی علیؑ کے تھے
نافع بن ہلالؓ شریعت در تیس تھے
ہر سمت یہ بزرگ تھے مشہور بر ملا
یہ تھے بڑے بہادر و جانباز قوم میں
تاری کلام پاک کے یہ بے نظیر تھے
قرآن سارا حفظ تھا قرأت تھی لاجواب
تفسیر اور معانی پر کافی عبور تھا
منشی تھے خط بھی ان کا بہت بیشال تھا
ہمعصران کو مانتے تھے اپنا پیشوا
جس نے رسول پاکؐ کو دیکھا وہ تابعی
یا نے انہوں نے صحبت اصحاب احمدی
صحبت میں خاص کر یہ اماموں کی ہستے تھے

برسوں یہ رزم ہزم علیؑ میں رہے شریک
اپنی نہ شان لوگوں کو بالکل دکھاتے تھے
ہر بات ان کی راست تھی ہر فعل انکا ٹھیک
سب لوگ انہیں فہم دکا عام پاتے تھے

پیکدالشی

سال ولادت ان کا ہے کیا بالیقین
ساری کتابیں خالی نظر آتی ہیں ہمیں !
تاریخ بھی کتابوں سے ثابت نہیں کہیں
انصار کو بلا کے ولادت کا ماہ حیرا
تفصیل سے نہیں کسی راوی نے ہے لکھا
موقع جب آتما صاف بیاں اسکو کرتے تھے
جو کچھ بیان کیا وہ تہہ آسمان نہیں
واقع نہیں تھے کچھ بھی زمانہ میں پیشتر
یہ نیک دل ہوئے تھے محبت کے فیض سے
مشہور ہر طرح ہوئے مکریم خلق میں
میدان جنگ میں تھے سپاہی کی آن سے
مولانا علیؑ امام حسنؑ اور حسینؑ سے
صفتیں و نہروان و جبل میں تھے خود لڑے
حضرت حسنؑ کے دور میں بہتے رہے لقب
تا جنگ کربلا کی سعادت ملے انہیں
لڑتے ہیں بھوکے پیاسے بھلا کس طرح جوی
دیر یہ خادموں میں بھی نافع کا نام تھا
خدمت سے اہلیت کے یہ مرتبہ ملا

بچپن اور تعلیم و تربیت

اسلام کے طریق پر نشو و نما ہوئی وہ بچپن کی عمر اسی طرح کٹ گئی
جب ہوش کو سنبھالا ہوا شوقِ علم کا ذوق حصولِ علم فقط مدعا رہا
ساری توجہ اپنی اسی سمت موڑ دی جو راہِ سدا رہ تھی وہ راہ پھوڑ دی
مدوح کی وہ ذاتِ گرامی ہے بے مثال
جس میں کسی طرح بھی نہیں دخلِ قیل و قال

اوصافِ ذاتی

علم و کمالِ فہرِ صنِ شناسی بہادری انصاف اور شجاعت و حکمت دلاوری
تھے زیورِ کمال سے آراستہ تمام اک دفترِ حیات تھے اوراقِ صبح و شام
جو ہر مزاجِ طیفِ فاضل دکھاتے تھے بیگانہ کو لیگانہ برابر بناتے تھے
مشہور تھا کہ نافعؒ بڑے ہی ذہین تھے اقوالِ مرتضائی کے پورے امین تھے
کرتے تھے یہ بیانِ حدیثِ شریفِ زمانِ سب لوگ جس کو سن کے کیا کرتے تھے بیان
اب ان حدیثوں کے نہ کہیں بھی نشان ہیں خالی بڑی کتابیں تھیں آسمان ہیں
نافع بن ہلالؒ اطاعت گزار تھے ہر چیز پر نظر تھی کفایت شعار تھے
سننے تھے جو کلام اُسے یاد رکھتے تھے
ہر طرحِ مصلحتِ دلِ ناشاد کرتے تھے

نیزہ بازی و تیر اندازی

سیکھا تھا علمِ تیر و کمان اپنے شوق سے مصروف سیکھنے میں ہوئے اسکے ذوق سے
تیر و کمان اپنے خاص طرح سے بہلتے تھے سونا پر بھی نام کو اپنے دکھاتے تھے

ہرگز یہ لسن ظفر کی صدائیں سناتے تھے
 مشہور نیزہ باز تھے نافع بن ہلالؓ
 اس فن کے سیکھ لینے میں حاصل کیا کمال
 نافعؓ کا یہ بڑھاپا اس اور زید سے
 تھا شاندار زیادہ زمانہ کی قید سے
 جدت نئی ہر ایک کو اپنی دکھاتے تھے
 تیروں پہ نام لکھ کے جہاں کو بتاتے تھے
 اس کے علاوہ اوروں کو زخمی بنا دیا
 بارہ تھے تیر بارہ کو بے جان کر دیا
 اسی نے لڑنے کی سبب سے نہیں پائی زندگی
 اور بھی زخمی ہوئے کئی

جب تیر ختم ہو گئے تلوار کھینچ لی !
 پھر وہ بدو مصافحہ کی نوبت بھی آ گئی

معرکہ جنگ

قبل از نماز ظہر ملا اذن جنگ کا
 میں ہوں جمل گھرانے کا ممتاز نامور
 اس جنگ میں نہ حوصلہ پورا ڈرا ہوا
 اس بزدلانہ حملے سے باز و جدا ہوئے
 شمر لعین نے مل کے گرفتار کر لیا
 کھینے لگا کہ زندہ نہ اب اس کو چھوڑ دینے
 یہ بولا ابن سعد تجھے اختیار ہے
 تلوار اس نے کھینچی تو نافعؓ نے یہ کہا
 نیت ہر ایک کام کی ہوتی ہے ابتدا
 شکر خدا کہ موت تجھے پُر بہار دی
 اگر رجو سنانے لگے بندہ خدا
 تیرا فکتنی میں بوجھ سا نہیں ہے کوئی بشر
 تنہا یہ سیکڑوں نے کئے واریر ملا
 مجبور جب ہوئے تو گرفتار ہو گئے
 اور پاس ابن سعد کے ملعون لے گیا
 جو حوصلہ یہ رکھتے ہیں اُن سب کو توڑ دینے
 جس طرح چاہے قتل کرے اعتبار ہے
 ہوتا جو شو مسلمان تو کرتا نہ تو دغا
 نیت ہی دیکھتا ہے وہ معبود کبیرا
 مخلوق بدترین کے ہاتھوں قرار دی

بے دست و پا پر شہر نے تلوار مار دی نافعؓ کی روح پاک جنات کی طرف گئی
 خالق نے اپنے فضل سے عزت دی اسے حُبِ علیؑ سے خاص یہ عظمت ملی اسے
 دینِ علیؑ پر رہ گیا قائم یہ اس کا دین افضالِ کبریا سے ملتا رہے حسینؑ
 الغت نے اہلبیت کے ثمرہ اسے دیا اب ہے شہیدِ راہِ خدا شکر کی ہے جا
 نافع بن ہلالؓ پر بھیجو سلام
 یارب یہ داستان ہو مقبولِ خاصِ عام

~~~~~

## ہلال ابن نافع

ابتدائی حالات اور معرکہ کربلا میں ہلال کی شرکت

جلس علیہ الرحمہ سپہر کاشانی، فاضل و ہشتی اور دیگر ارباب مقاتل نے نافع ابن ہلال کے ساتھ ہلال بن نافع کی شہادت بھی لکھی ہے ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی نے ان کے حالات میں لکھا ہے قد سبأہ امیر المومنین علیہ السلام۔ ان کی پرورش امیر المومنین حضرت علیؑ نے کی تھی۔ اس بیان کو روز عاشور ان کے نو داماد ہونے کی روایت سے مدغم کرنے کے بعد نتیجہ نکلتا ہے کہ زمانہ حضرت امیر المومنینؑ میں ان کا سن طفولیت تھا۔ اور واقعہ کربلا میں وہ کم و بیش پچیس سال کے جوان تھے۔

واقعہ کربلا میں شرکت

منتخب طریقی کے ایک خطی نسخہ سے واضح ہوتا ہے کہ دشت نبینا میں پہنچنے سے پہلے جبکہ امام کا قافلہ راہ میں تھا اس وقت ہلالؑ اگر شامل ہوئے ہیں اور غیر شہادت مسلم بھی انہیں سے معلوم ہوئی۔

قال الراوی قبینما الحسین فی السیرا ذطلع علیہ ركب  
مقبلون من الکوفہ و فیہم ہلال بن قیس بن نافع  
الجبلی و عمر بن خالد فسألا عما عن الناس فقال اما  
الاشراف فقد استم الحمر ابن زیاد بالاموال و  
اما باقی الناس فقلو بہم محاک و سیوفہم علیہ  
و بلغاہ الخبر من مسلمہ بن عقیل و ہانی بن عروہ

انصما فتلا فقال انا لله وانا اليه راجعون ثم قال  
الراكب ولكم على برسولي قالوا نعم قتله ابن زياد  
فاسترجع وبكى وقال جعل الله له الجنة ثواباً  
اللهم اجعله لنا ولياً نشتيعتنا منزلاً كرسماً انك  
على كل شئ قدير۔

ہلال کی آمد | راوی کہتا ہے امام حسینؑ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ کوثر  
سے کچھ سوار آتے ہوئے دکھائی دیئے جس میں ہلال  
ابن قیس بن نافع بجلیؒ اور عمر بن خالدؒ تھے (حسینی جوانوں نے) اُن سے مردم  
دکوف کا حال پوچھا اور دونوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہاں کے بڑے لوگوں  
کو ابن زیادؒ نے مال و دولت دے کر اپنا کر لیا ہے۔ اب رہے عوام تو  
اس میں شک نہیں کہ ان کے دل آپؐ کی طرف مائل ہیں مگر تلواریں آپؐ کے  
خون کی پیاسی ہیں۔ انہیں دونوں شخصوں نے حضرت مسلمؒ اور ہانیؒ کی  
(جگر پاش) خیر شہادت بھی سنائی۔ امامؑ نے انا لله وانا اليه راجعون  
فرمایا اور پوچھا کہ تم کو میرے نامہ بر (قیس بن مسہرؒ) کا بھی کچھ پتہ معلوم  
ہے۔ عرض کیا ہاں وہ بھی ابن زیادؒ کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔ پھر کلمہ  
انا لله فرمایا اور روئے اور کہا خدا اس (مرد میدان کے حسن خدمات  
کے صلہ میں) بہشت میں جگہ دے بار الہا ہمارے لئے اور ہمارے  
شیعوں کے لئے جنت میں ایک باغرت جبکہ قرار دے تو ہر چیز پر قادر و  
توانا ہے۔

اس بیان کو ہم اس غرض سے بھی بریے ناظرین کرتے ہیں کہ اس میں  
ہلال کی ولایت "قیس" ہے۔ "ہلال بن قیس بن نافع" بظاہر ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ بجائے باپ کے دادا کا نام ولایت میں "ہلال بن نافع" مشہور ہو گیا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس انکشاف کے بعد وہ شبہ بھی دُور ہو جاتا ہے کہ نافع بن ہلال اور ہلال بن نافع ایک شخص تھے۔

اب رہا یہ امر کہ رفیقہ حیات کے ساتھ ہونے کی کیا وجہ تھی۔ پھر اس نامراد بیوی کا کیا حشر ہوا۔ ہر عنوان کی تفصیل زیر نقاب ہے مگر اس سن و سال میں ان کی قربانی سے واضح ہوتا ہے کہ جوان صالح اور حق کے ساتھی تھے مادیت سے سنی شباب میں منہ موڑ چکے تھے۔ اموی دولت جس کو دنیا مایہ انبساط سمجھ رہی تھی اور جرائم و عصیان کے کوچہ میں پہنچانے کے لئے جو بے عقل انسان کے حق میں مشعل راہ کا کام دیتی تھی۔ اس کو ناپائدار سمجھا۔ وقت کہتا تھا کہ ابتدائے شباب میں خوب داد عیش دیں، لیکن جب تحرر کی منزلیں طے کر کے تاہل کے جادہ پر آئے تو امامت کی جھللاتی ہوئی شمع نے اپنا پردہ اٹھایا اور پوری توجہ حسنینت کی جانب منعطف کر دی۔ سپہر کاشی لکھتے ہیں:

"ہلال بن نافع بجلی جو انے بریل جمال و نیکو اندام بود و شیرازہ در خطبہ داشت کہ ہنوز بادے طریق مضاجعت نسپر وہ"

(ناسخ التواریخ)

ہلال بجلی نافع کے چشم و چراغ بڑے خوش جمال و خوش اندام تھے۔ ان کی سنگین جسم کو بیاہ کر لائے تھے ساتھ تھی مگر لطف حیات اٹھانے کے پائے تھے کہ روحانیت کی فوج میں نام لکھوایا۔

اطلاع :- عرب میں دو قبیلے ہیں جن کو بجلی کہا جاتا ہے ایک یمن میں ہے جس کو بجلی (بالخریک) کہتے ہیں اور وہ ایک عورت کی نسل ہے جس کا نام بجید تھا دوسرا بطن بنی سلیم سے ہے جس کی طرف نسبت پانے والے بجلی بال سکون ہے۔



# واقعہ کربلا میں خدمات

## ہلال بن نافعؓ کی ذاتی خصوصیات

علامہ محمد باقر بن عبد الکریم و ہر شتی لکھتے ہیں :-

لما نزل الحسين عليه السلام في كربلاء كان اخضر اصحابه  
واكثرهم ملازمة له هلال بن نافع سيما في مظان  
الاغتياب لانهم كان حازما بصيرا بالسياسة -  
(دمعہ کبیر)

جب آٹھ گونہ کربلا کی زمین پر پہنچے تو اصحاب میں بہت ہی خاص درجہ  
کے مالک اور سب سے زیادہ ساتھ رہنے والے نافع کے پسر ہلال تھے۔  
وہ دشمن سے خطرات کی منزل میں بہت ہوشیار اور سیاست وقت سے باخبر تھے۔

## شب عاشور

روایت ہلال بن نافعؓ | کربلا میں شب عاشور ہلال کی روایت مشہور ترین  
واقعہ ہے جس کو فاضل کامل مولانا محمد باقر بن  
عبد الکریم و ہر شتی نے حالات شب عاشور میں نقل کیا ہے مگر سیاق عبارت  
سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ زندگی کی آخری شب کا یہ واقعہ ہے۔ ممکن ہے نویں  
شب کی سرگزشت ہو۔ البتہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے  
جب حسینؑ اور اصحاب پر سختی بڑھ رہی تھی اور فوج قلیل کا ہر سیاق ہی خطرہ  
کا منظر تھا۔

امام عصمت سرا سے برآمد ہوئے اور کچھ دور نکل گئے۔ ہلال کی نظر پڑی۔ تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پھرتی سے قریب پہنچے دیکھا کہ امام تاریکی شب میں زمین کی پستی اور بلندی کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ ایک پلٹ کر پوچھا تم ہو ہلال۔ عرض کیا خدا مجھے آپ سے فدا کرے۔ اس اندھیری رات میں سرکش دشمن کی فوج کی طرف آپ کے نکلنے سے مجھے بڑا ہی قلق ہے۔ فرمایا ہلال میں اس لئے نکلا ہوں کہ اگر دشمن کی طرف سے ہجوم ہو تو اسی بلندی پر خیمے نصب کر دیئے جائیں۔ ہلال کہتے ہیں یہ فرماتے ہوئے اس شان سے پلٹے کہ میرا اہنا ماتھ ماتھ میں تھا اور زمین پر نظر کر کے کبھی فرماتے تھے ”یہی یہی“ کبھی کہتے ”وعدہ الہی میں نہیں نہ ہوگی۔“ پھر فرمایا اے ہلال تم اس وقت ان دونوں پہاڑیوں میں سے (جو سامنے ہیں) ہو کر چلے جاؤ اور اپنی جان بچاؤ۔ ہلال یہ سن کر قدموں پر گر پڑے اور کہا میں اس وقت تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا جب تک جان میں جان ہے۔ ان باتوں کے بعد جناب زینب علیہا السلام کے خیمے میں آئے۔ بہن نے بھائی کو مسند پر بٹھایا اور آہستہ آہستہ کچھ باتیں سوئیں۔ دیر نہ گزری تھی کہ شاہزادی نے بلند آواز سے فرمایا اے بھیا آپ نے ناصروں کو ان کے مرنے کی جگہیں تو دکھائیں لیکن (ان) عورتوں کے (نازک دلوں میں) دشمن کی جو دہشت ہے (اس کو دیکھتے ہوئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ) ان کا امتحان بھی لے لیا ہے؟ دشمن کو آپ سے دیرینہ کینہ ہے اور یہ عداوت ان کی قدیم ہے جو آپ جانتے ہیں میرے اوپر بھی ان منتخب روزگار جو انوں کے قتل ہونے اور نبی ہاشم کے چاندوں (کے غروب ہونے) کا (حادثہ) شاق ہے (مگر یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ) ان کا ضمیر بھی آپ کو معلوم ہے۔ مجھے ڈر یہ ہے کہ آپ کو دشمن

ﷺ سب سے پہلے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جعلت  
فداک کا لفظ پیغمبر خدا کے لئے استعمال کیا۔ (کامس المساکین)

کے حوالے اونیزول کی باڑھ کے سپرد نہ کر دیں اور ظلم (کی گھٹا ہم پر) چھاجائے۔  
 امام رونے لگے اور (ذمہ داران لب و لہجہ میں) فرمایا لیس فیضہ الا  
 الاشوس الا قعس بہن ان میں نہیں ہیں مگر وہ جو مرنے پر جری اور ارادہ میں  
 پکے ان کو موت سے اتنی ہی محبت ہے جیسے بچہ کو ماں کے دودھ سے ہوتی ہے۔  
 بلالؓ نے جب یہ سنا تو روئے اور حبیبؓ ابن مظاہر کے خیمہ کی طرف چلے۔ دیکھا  
 وہ ننگی تلوار لئے بیٹھے ہیں۔ سلام کر کے قریب آئے۔ حبیبؓ نے پوچھا بلالؓ کیوں  
 نکلے۔ بلالؓ کہتے ہیں میں نے سب حال سنا دیا۔ حبیبؓ نے کہا قسم خدا کی اگر وقت  
 کا انتظار نہ سوتا تو ہم جلدی کرتے اور اسی رات دشمن کا تلوار سے علاج (شرع)  
 کر دیتے۔ بلالؓ نے کہا اے حبیبؓ میرے۔ میں آقائے کونین کو بہن کے خیمہ میں چھوڑ  
 آیا ہوں اور (خانی زہراؓ) پردیس میں (دشمن کی اکثریت سے) گھبرا رہی ہیں۔ میں  
 نے مخدرات عصمت کی صدائے نوحہ و شیون سنی۔ بہتر ہو گا کہ ہم درخیمہ پر جا کر ان  
 کو اطمینان دلائیں تاکہ ان کے دل ٹھہریں اور دشمن کا ہراس جاتا رہے۔ (اے  
 حبیبؓ) میں نے وہ منظر (حشمت دل سے) دیکھا ہے کہ میں بیتاب ہوں۔ حبیبؓ  
 نے کہا کہ اچھا اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہناؤ (تقریر سے مناشر ہو کر) حبیبؓ نوحہ  
 کرتے ہوئے ایک سمت اور بلالؓ دوسری طرف گئے اور تمام انصار کو جمع کیا۔  
 صد پر بنی ہاشم بھی خیموں سے نکل آئے (چونکہ ان کی وفاء پر اطمینان تھا) بلالؓ نے  
 کہا آپ اپنے اپنے ٹھکانے پر جائیں خدا آپ کی آنکھوں کو بیداری کی رحمت نہ  
 جب سب جمع ہو گئے تو حبیبؓ نے اصحاب سے خطاب کیا۔ اے بیعت ناک  
 شیر و! یہ بلالؓ ہیں۔ انہوں نے خبر دی ہے ہمارے سردار کی بہن اور اہلیت کا ربا  
 سہا عنصر تم سے شک اور شبہ میں ہے (بلالؓ) تم بتا دو جس نقطہ وفاء پر ہو  
 تمام مجاہدوں نے تلواریں کھینچیں، عمامے سروں سے اتارے اور کہا اے حبیبؓ

خدا کا احسان ہے کہ ہم کو یہ دن دکھایا ہے۔ یہ قوم جب ہم پر حملہ کرے گی تو سروس کی بارش ہوگی (اور تو سہی) کہ ان کے بڑوں سے ملائیں اور رسولؐ کی وصیت جو ذریت کے بارے میں تھی اس کی حفاظت کریں گے۔

حبیبؑ نے (اپنی طرف سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد) اصحاب سمیت طناب خیمہ کے سامنے ٹھہر کر صدادی اسے ہمارے سردار یہ آپ کے ناصروں کی کھینچی ہوئی تلواریں ہیں۔ انہوں نے قسم کھالی ہے جو آپ کا بڑا چلے گا یہ اس کی گردنوں پر کریں گے ان نیزہ باز نوجوانوں نے عہد کر لیا ہے کہ جو آپ کی جماعت کو پرانندہ کرے، ان کے سینوں میں اپنے نیزے اتار دیں گے۔

امامؑ نے (یہ پرجوش کلمات سن کر) فقال اخرجن علیہم یا آل اللہ۔ خدا کی پیرو بیبیوں کو آزدی کہ سب اپنے خیموں سے نکلی کر (خیمہ جناب زینبؑ میں قریب در) آئیں۔ اصحاب کی صدائیں کان میں پہنچیں اور عقب پر وہ سے (اضطرابی عالم میں) آزدی سا ہوا ایھا الطیبون عن الفا طمیان اے پاکیزہ (طہیت پاکیزہ خیال اصحاب) اولاد فاطمہؑ سے دشمنوں کو دور کرنے میں مدد کرو تمہارا کیا حال ہوگا، جب نانا ہمارے رسول خدا صلعم کا قیامت کے دن سامنا ہوگا اور ہم ان سے اپنی مصیبتیں بیان کریں گے ۱۱

(ہلالؑ کہتے ہیں) یہ دل دوز صدا حبیبؑ ابن مظاہرؑ اور سارے بہادروں نے سنی تو قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اصحاب میں وہ جوش اور سنگامہ برپا ہوا کہ کبھی یہ بے چینی اور اضطراب نہ دیکھا تھا۔ یہ زبان گھوڑے اصطلیل سے نہناتے ہوئے نکل کر خیموں کے گرد پھرنے لگے اور ہر مرکب اپنے رگب کو پکا رکروفا کا اقرار کر رہا تھا۔

(دمعہ مکابہ طبع ایران ۲۹۳ ص ۳۰۵ طبع ۱۳۵۵ھ)

محترم مولف نے یہ بیان شیخ مفید علیہ الرحمہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اسے شیخ مفید کی کتاب ارشاد میں نہ ہونے سے صحت و اعتبار کے حادہ سے دور سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ یہ مولف کتاب ختم کرنے کے بعد اسی موضوع پر کچھ اور مواد پاتا ہے اور اس کو ملحقات یا دیگر یادداشتوں میں محفوظ کرتا ہے۔ یہ لازم نہیں ہے کہ واقعہ کربلا میں ان کی ساری عمر کی ریاضت ارشاد کے صفحات میں محدود ہو۔

اس کے علاوہ شیخ مفید کی تالیفات میں تقریباً ۱۵۰ کتابوں کے نام علم رجال میں موجود ہیں اور بجز چند کتب کے یہ سارا ذخیرہ کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ راوی نے ارشاد کے سوا کسی اور کتاب سے نقل کیا ہو تالیفات شیخ مفید میں کتاب الزہرات فی الصغیرات اگر سامنے ہو تو اس روایت کے مصادر کا پتہ مل سکتا ہے۔ ہر شہید کو اس کے مرنے کی جگہ بتانا نشانِ اعجاز اور علم امامت کا کمال ہے ورنہ وہاں تک ساری نفس یا ہی ارض تموت۔ مسلمہ حقیقت ہے امام کی ذات منظرِ علوم الہی ہے۔

## صبح عاشور اور ہلال کا عہدہ

ہلال کی خدمات ایسی نہ تھیں جو ان کو فوجِ قلیل کا کوئی عہدہ نہ دیا جاتا۔ ابو مخنف لکھتا ہے جب فوجوں کی ترتیب ہوئی تو زبیر بن قین کو ۲۰ سوار دے کر مینہ (سمت راست) پر اور ہلال بن نافع کو ۲۰ سواروں کے ساتھ میسرہ پر (سمت چپ) معین کیا۔ (ترجمہ اردو مقتل ابو مخنف ص ۷۸ مطبع یوسفی دہلی ۱۹۲۱ء)

علا حنین و اعطاکا شفی علیہ الرحمہ نے مسلم بن عسکیرؒ اور ان کے یتیم کی شہادت کے بعد ہلال بن نافعؒ کی جنگ لکھی ہے۔ وہ سرانہ سخن میں رقم طراز ہیں،

”اگرچہ ناسنسی ہلال بودا ماحمالشی چوں بدر درجہ کمال بود و درال نزدیکے خلعت نمودا مادی پوشیدہ و از جام ازدواج بشریت اتبہاج نوشیدہ“  
 نام ان کا ہلال تھا لیکن جمال میں چودھویں رات کے چاند کی طرح خوبصورت تھے اور ان کی شادی قریبی زمانہ میں ہونی تھی اور لطف ازدواج اٹھانے نہ پائے تھے جب مرنے پر مکر باندھی تو غروب نے دامن تکا ہاتھ پہنچایا اور کہا لڑنے نہ جاؤ ایسا نہ ہو کہ جان جاتی رہے۔ ہلال نے کہا اے نادان مجھ سے دور ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں میں کسی سے گھٹ کر ہوں۔ میرا دل دنیا سے بھر گیا ہے۔ حین میرا شاہزادہ ہے اس کی نصرت میں میں نے جان دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

بہمد محبت و فامی کفم بہ خاک درش جہاں فدای کفم  
 آیہ مودت نے الفت کا جو عہد و پیمان لیا تھا اس کو پورا کرتا ہوں اور ان کی چوکھٹ پر جان نثار کرتا ہوں۔

یہ باتیں امام کے سمیع ہمالیوں تک پہنچیں۔ فرمایا اے بھائی تیرے عیال کی نظر میں تجھ پر ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک دوسرے کے فراق میں گرفتار ہو۔ ہلال نے کہا اے فرزند رسول اگر آج آپ کو مصیبت میں چھوڑ دوں اور عیش و عشرت میں پڑ جاؤں تو کل قیامت کے دن آپ کے نانا کو کیا جواب دوں گا۔ اور ان کے سامنے کیا عذر کروں گا۔ یہ کہہ کر اجازت حاصل کی اور میدان نبرد کا ارادہ کیا۔ فولاد کو خود سر پر رکھا کلفت مانتاب کی طرح چمکتی ہوئی گول ڈھال پشت پر لگائی تیر کش میں تیر بھر کر کمر میں جگہ دی نہر میں بچھے ہوئے زمری رنگ تیر عتاب کی طرح (اڑنے پر تیار) بجلیاں کرانا جس کا کام تھا وہ یمن کی جوہر دار تلوار جمال کے ہلال وہ تیر انداز ہیں جن کا تیر شکاری پرند کی طرح دشمن کے جگر

کے سوا کچھ کھاتا ہی نہیں اور تیز باز کی طرح وقت شکار صرف دل کو مصید کرتا ہے۔  
تیرا وچوں بندہ چشم برابر دی کمان زہ بگوش ظفر آید ز زباں سو فار

## ہلال کی جنگ

ہلال بجلی کی طرح دوڑتے ہوئے اور چاند کی طرح تابندہ رو میدان میں پہنچا اور ایک فصیح و بلیغ رجز پڑھ کر مبارز طلب کیا۔ صف دشمن سے قہقہے نامی پہلوان نکلا۔ ابھی دوسو قدم پر تھا ہلال نے ایک تیر کمان میں جوڑ کر پھینکا جو اس کے سینہ پر پڑا۔ قہقہے نے سپر اٹھائی تیر لشت کو توڑ کر زمین میں در آیا۔ لشکر مخالف اس تیر کی تباہی سے ایسا ڈرا کہ پھر کوئی سامنے نہ آیا۔ ہلال نے قلب لشکر کی طرف رخ کیا اور تیر سے ایک افسر کو اٹھ دیا۔ ان کے ترکش کے چھوٹے تیروی نے بھی جن کو تیر اندازی کی اصطلاح میں خدنگ کہتے ہیں۔ (بحر ضلالت کے ایک ایک گھڑیال کو بے جان کر دیا)

چوں دستش کمان را بیا راستی ز مبارزہ زہر گوشہ بر غاستی  
اسی تیران کے ترکش میں تھے۔ ہر تیر سے ایک سپاہی کو ہلاک کیا۔ جب تیر تمام ہو گئے تو تلوار نیا م سے کھینچی اور دست بدست جنگ شروع ہوئی۔ اور فوج دشمن کے سرگراں شروع کئے یہاں تک کہ ان کے پاک و پاکیزہ جسم کا طہر روح ہاتھ غیبی کی صدا امر جمعی الیٰ ربک سن کر فادخلی فی عبادی کے آشیانہ میں پہنچا۔ (رومنہ الشہداء)

یہ وہ بیان تھا جو ملا حسین کاشفی کے مقفی  
دو نول مجاہدوں میں فرق  
مجمع رشحات افکار کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے۔

علامہ ایکبر محمد امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نسخہ التواریخ ج ۶ ص ۱۹۱



اس میں کہیں ہلال بن نافعؓ کے بازو لوٹنے کا ذکر نہیں ہے نہ ان کی گرفتاری اور شہر کے قتل کرنے کا کچھ پتہ ہے نافع بن ہلالؓ اور ہلال بن نافعؓ کے حالات میں صرف تیر اندازی مشترک صفت ہے جس سے مقصد پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑتا۔ اگر تلوار ہر سپاہی کی جان ہوتی ہے تو ترکش کا تیروں سے لیس نہ ہونا بھی قانونِ جنگ ہے۔ لہذا ہلالؓ کے حالات نافعؓ کے حالات سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ حسبِ ذیل تفرقہ ہے۔

۱۔ سن و سال میں فرق ہے۔ وہ کبیر السن اور یہ نو عمر (۲) نافع بن ہلالؓ تنہا تھے اور ہلال بن نافعؓ کے ساتھ ان کی بی بی بھی تھیں۔ (۳) نافعؓ کی شہادت گرفتاری کے بعد ہوئی اور ہلالؓ نے میدانِ جنگ میں دم توڑا۔ (۴) نافعؓ کی باتوں میں خاندانِ رسالتؐ کی یقین پشت کے حالات پر بحث ہے جو عمر طویل کی دلیل ہے اور ہلالؓ کے رجز میں جیسے ہم عنقریب درج کرتے ہیں ان کی جوانی کا پہلو ہے اوّل الذکر ضعیف اور عہدِ رسولؐ دیکھے ہوئے اور موخر الذکر نوجوان اور تازہ داماد۔

## رجز

ناسخ التواریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہلالؓ نے دو رجز پڑھے ہیں۔ رجز کا ناقل ابو مخنف ہے۔

ارمی بھما محلّمہ اقواتھا مسمومہ تجری علی اخلاقتھا

لا ملئیں الارض فی اخلاضھا فالنفس لا ینفعھا اشفاقھا

ان تیروں کو چلاؤں گا جن کے سو فاروں پر نشان لگے ہوئے ہیں (وہ) زہر میں بجھے ہوئے ہیں اور پر لگا کر اڑ رہے ہیں۔ ان کے ختم ہو جانے پر زمین کشتوں سے بھردوں کا جس وقت موت سر پر آ پہنچے تو خوف کھانا کسی

نفس کے لئے فائدہ مند نہیں۔ (ترجمہ مقتل ابی محنف)  
 دوسرا رجز وہ ہے جو اس جو شیلے مجاہد نے تلوار کھینچنے پر پڑھا ہے  
 ابنا غلام الیمنی البجلی دینی علی دین حسینی بن علی  
 ان القتل ایوم فظن اہلی فذاک را ئی والا قی عملی  
 بعض مقابل میں یہ شعر بھی ہے۔

اضر بکمر ضرب غلام بطل و یختتم اللہ بنخیر عملی  
 کہیں کہیں آخری مصرعوں میں دیکھا گیا ہے۔  
 اضر بکمر حتی الا قی اجلی

میں ملک یمن اور قبیلہ بجلی کا جوان ہوں میرا مذہب وہی ہے جو  
 حسینؑ ابن علیؑ کی تعلیم ہے۔ اگر میں آج قتل ہو گیا تو میری مٹنا ہے اور یہی  
 آخری تجویز ہے۔ شہادت کے بعد اپنے اعمال سے ملاقات کروں گا۔ میں  
 تمہیں اسی طرح تلواریں لگاؤں گا جیسے ایک بہادر نوجوان شمشیر زنی کرتا ہے  
 اور یہی سب سے بہتر کارگزاری ہے۔ میں تم پر حملہ سے باز نہ آؤں گا جب تک  
 کہ موت سے دو چار نہ ہوں۔

بولٹھے مجاہد نافعؒ کے رجز میں ”غلام“ کا لفظ نہیں ہے اگرچہ محقق  
 طرحی نے اپنی لغت میں لکھا ہے کہ غلام کا لفظ پیر مرد پر بھی صادق آتا ہے۔  
 ویطلق الغلام علی الرجل الکبیر عجازاً باسم ما کان علیہ کما یقال  
 للصغیر شیخاً عجازاً باسم ما یقول الیہ (مجمع البحرین)

بولٹھے کو بھی اس کے جوانی کے دور ماضی پر نظر کر کے عجازاً غلام کہتے  
 ہیں جیسے بچے کے لئے مستقبل کے لحاظ سے عجازاً شیخ کہا جاتا ہے۔ جب حقیقت  
 کا تیرنہ پایا جائے تو عجازاً کو اختیار کرنا فصاحت سے اعلان جنگ ہے۔ اگر

اس لفظ کا صحیح محلی استعمال دیکھنا ہو تو رخصت علی اکبر کے وقت مظلوم کربلا کی دعایا کرو۔ قد برز الیوم غلام الشبہ الناس۔ اب ان کی طرف وہ نوجوان لڑنے جاتا ہے جو سب سے زیادہ رسولؐ سے مشابہ ہے۔

رجز بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہلال کا عالم شباب تھا اور ان کی قربانی بہت زیادہ قابل احترام ہے۔ غرض ہلال کی شہادت کربلا کی اس قیمتی ہوئی زمین پر واقع ہوئی جسے مظلوم کربلا کی ابدی آرام گاہ ہونے کا فخر حاصل ہے اور ان کا خون ناحق کربلا کی خاک کو رنگین کر کے زمین کے پاک کرنے میں شریک تھا۔ طبقہ وطابت الارض السی فیہا دفنتہ ان کی کامیابی کا آخری پہلو ہے۔

## شہید کربلا کے غم میں سب سے پہلا مرثیہ

مرنے والے پر اشکبار ہونا اور اس کی یاد میں نوح انسانی ہمدردی کا وہ عملی مظاہرہ ہے جس کو عرب کی سنگدل اور جنگجو قوم ہمیشہ سے روا رکھتی تھی۔ عقبہ بن عیسٰی پہلا شخص ہے جس نے کربلا کے شہیدوں کی قبروں سے گزرتے ہوئے یہ مرثیہ پڑھا:

|                              |                            |
|------------------------------|----------------------------|
| مردت علی قبر الحسین بکربلا   | ففاضت علی عن دمری غزیرھا   |
| وما زلت ابکیہ وامرثی لشجوة   | ولیسعد عینی دمعھا وزفیرھا  |
| وذا دیت من حول الحسین عصائنا | اطافت بہ من جاتبیدہ قبورھا |
| سلام علی اهل القبور بکربلا   | وتل لھا منعی سلام یزارھا   |

(الحسین ص ۲۳۲ مؤلفہ علی جلال حسین مطبع سلفیہ قاہرہ ۱۳۴۹ھ)

میں قبر حسین کی طرف سے گزرا تو ان پر میری آنکھ سے آنسو جاری ہوئے۔

اور میں اس پر روتا ہوں رہا اور مشیہ پڑھا اور میری آنکھوں نے اشکباری اور (دل نے) منہ دفریاد کی سعادت حاصل کی۔ اور میں نے ان مقدس ہستیوں کو لپکارا جن کی قبریں مزار امام کے گرد ہیں۔ سلام خدا ہو دشت نینوا کی قبروں میں سونے والوں پر اور میرا بھی سلام قبول ہو۔ اس سلام میں ہلال بن نافعؓ بھی شریک ہیں۔

## دشمن کی زبان پر مظلوم کی مدح

مولف شہداء کو بلانے اپنی کتاب کے حصہ دوم میں ایک اور شبہ وارد کیا ہے جس کا جائزہ لینا بھی سیرت نگاری کا فرض ہے۔

پھر ایک ہلال کی وہ روایت ہے جس میں حضرت سید الشہداء کی تشنگی اور ہلال کا عمر سعدؓ کی اجازت سے پانی پیلانے کے ارادہ سے جانا اور اس طرف امام کا شہید ہو جانا مذکور ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہلال عمر سعدؓ کی فوج میں سے کوئی شخص ہے مگر اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔

دشہدائے کربلا ص ۷۷ طبع امامیہ مشق ۱۳۵۷ھ

مجھے اس رائے سے بھی اتفاق نہیں ہے کیونکہ کوفہ و شام کی بڑی دل فوج اور لاتعداد دشمنوں کا نام بنام جائزہ لینا ممکن نہیں۔ جس پلیٹ فارم پر کم از کم تیس ہزار خونخوار جمع ہوں اور اس کی کوئی فہرست سامنے نہ ہو اس پر طائرانہ نظر کر کے یہ کہنا کہ ہلال اس میں نہیں ہیں۔ میرے لبس کی بات نہیں ہے سید علی بن طاووسؒ، ملا محمد باقر مجلسی المتوفی ۱۱۱۷ھ، سید ہاشم بحرینی المتوفی ۱۱۰۷ھ، جدی العللام سید العلماء علمیدین مکان صاحب مجالس مہجۃ المتوفی ۱۲۷۷ھ سب ہی نے وجود ہلال کو مانا ہے۔ صرف اس کا پانی لے کر آنا تو بلند پایہ مقاتل میں نہیں ہے ورنہ ہلال کے وجود میں کسی کو عذر نہیں ہے بلکہ

مدینۃ المعجزین میں تو روایت ہلال کو حضرت سید الشہداء کا ایک سوا امیشواں معجزہ قرار دیا ہے۔ بنا بریں اس سے انکار لازم آتا ہے اور کوئی تعجب نہیں اگر شکر مخالف میں شہدائے کربلا کا ایک ہمنام مع ولایت موجود ہو۔

یہ بیان اس شخص کا ہے جس کے دل میں قتل کا ظالم ارادہ تھا اور وہ دشمن ہو کر محو جمال ہوا۔ اس کی زبان پر امام کے فضائل میں جو کچھ الفاظ جاری ہوئے وہ الفضل ما شہدت بہ الاعداء کا ایک نقشہ ہے اس نے فوج کے بے رحم ہونے کا اقرار کیا ہے۔

## فوج شام سے مجروح امام کی ثناء و صفت

ابن طاووس المتوفی ۶۲۲ھ فرماتے ہیں (ہلال بن نافع سے روایت ہے) اس کا بیان ہے کہ روز عاشور میں فوج عمر سعدؓ میں تھا۔ دفعۃً ایک شخص نے آواز دی اے امیر مبارک ہوشمیرؓ نے حسینؑ کو قتل کیا۔ جب میں نے یہ سنا تو اُن میں سے نکلا اور اس وقت ان کے قریب پہنچا جبکہ رمی حیات باقی تھی۔ فواللہ کما رأیت قتیلًا قط مضمحاً بدھ احسن عنہ ولا انور من وجہا عنہ ولقد شغلنی نور وجہہ وجمالہ ھیتہ عن الفکرۃ فی قتله پس خدا کی قسم میں نے کوئی زخمی جو خون میں آغشته ہو ان سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا اور نہ ان کے چہرہ کا ایسا نور دیکھا ان کے زخمی تاباں نے قتل کی فکر سے مجھے باز رکھا اسی حالت میں بھی انہوں نے پانی مانگا تو میں نے سنا ایک مرد کہہ رہا تھا اے حسینؑ قسم خدا کی تم کو پانی نہ دیں گے۔ یہاں تک کہ تم (معاذ اللہ) جہنم کے گرم پانی سے اپنی پیاس بجھاؤ۔ میں نے سنا کہ حسینؑ جواب میں کہہ رہے تھے انا الا اشد لھامیہ ولا اشرب من جمیعھا الا ایھا الملعون بل ارد علی جدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسکن معہ فی وامرہ فی مقعد  
صدق عند ملکک مقتدر واشربا من ماء غیر امن واشکروا لیلہ ما  
امرتکم متی وفعلتم فی۔ نہیں اے ملعون بلکہ میں اپنے جد بزرگوار کی خدمت  
میں باریاب ہو کر جو ار رحمت الہی میں میری جگہ ہے اور میں اس پانی سے سیراب  
ہوں گلہ جس میں ذرا بو نہیں اور ان ظالموں کی شکایت کروں گا جو تم نے مجھ پر  
کئے قال فغضبوا باجمعہم حتی کان اللہ لمر یجعل فی قلب احد منہم  
الرحمۃ شیئاً فاجتزوہا اسہ (ان باتوں کا یہ اثر ہو کر) دشمن ٹوٹ  
پڑے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کسی ایک کے دل میں بھی رحم نہیں ہے تب  
نے مل قتل کیا اس وقت بھی وہ ہدایت کے کلمات کہہ رہے تھے مجھے فوج  
کی بے رحمی سے حیرت ہوئی۔

۱) دیکھو مدینۃ المہاجر ص ۲۱۱  
۲) مجلس منجم  
۳) مشیر الاحزان الہی ص ۱۱  
۴) مشیر الاحزان ابن نما ص ۱۱  
۵) عبد علی بن حسین آل عصفور ص ۱۳

علی علیہ السلام

حیدر شاہ علیہ السلام، یونٹ نمبر ۸-۵۱

۱) یہ ایک کریمہ شان حضرت علیؑ میں نازل ہوئی ہے۔

۲) مطالب السؤل ص ۱۱

۳) راجح المطالب ص ۱۲

۴) مناقب المرتضیٰ شاہ علی حیدر کا کوری ص ۱۱

## سیرت ہلال کے سبق آموز پہلو

خاتمہ بیان میں اس بات پر محترم ناظرین کو متوجہ کرنا ضروری ہے کہ اس سوانح حیات کے مطالعہ سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے۔

(۱) ماں باپ کو اولاد کے نام رکھنے میں عقل و دانش سے کام لینا چاہیئے اور لغو بے معنی ناموں سے پرہیز ضروری ہے۔ اسی طرح وہ نام بھی نہ رکھے جن کو شریعت کی طرف سے بہت بُرا سمجھا گیا ہے مثلاً حکیم، حکم، خالد، مالک، حارث ان ناموں کو بطور کینیت استعمال کرنا بھی بہتر نہیں ہے۔ نیز جس کا نام محمد ہو اس کی کینیت ابوالقاسم نہ رکھنا چاہیئے اور ابو عبیدہ کی بھی کینیت نہ ہو۔ بہترین نام پیغمبروں اور اماموں کے نام ہیں۔ یا وہ نام جن سے عبدیت ثابت ہو عبد الکریم عبد الرحیم وغیرہ۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ انکم تدعون یومہ القیامۃ باسمائکم واسماء اباؤکم فاحسنوا اسمائکم تم قیامت کے دن نام اور ولدیت کے ساتھ پکارے جاؤ گے۔ پس اپنے ناموں کو اچھا قرار دو۔

(۲) شتاوری (پیرنا) اچھی صفت ہے۔ ماہر فن اور استاد شفیق سے حاصل کرنا موجب ثواب ہے۔

(۳) تیر اندازی کا رواج اگرچہ اس وقت نہ ہو مگر اس فن کے اچھے ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ انبیاء و اولیاء کے استعمال میں تیر و کمان تھی۔ ان کی پیروی ہر شخص کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

(۴) پانی پلانا خواہ کافر کو بھی کیوں نہ ہو بہترین صفت ہے۔

(۵) تیسری تاریخ کا چاند دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۶) جب مذہب پر آپج آجائے تو جہاں عزیز نہ کرے جناب امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے۔



اذا حضرت بلیتہ فاجعلوا اموالکم دون انفسکم واذ انزلت  
نازلتہ فاجعلوا انفسکم دون دینکم۔ جب کوئی مصیبت آجائے تو  
اپنے مال کو نفس کا صدقہ قرار دو اور جب کوئی مصیبت آئے جس میں تمہارے  
دین پر بین جائے تو اپنی جان کو دین پر نثار کر دو۔

دی انسان کے لئے انجام بخیر ہونے کی دعا کرنا چاہیئے۔ صغین و جمل میں  
نافع نے جو جہاد کیا تھا وہ ان کی نجات کے لئے کافی نہ تھا جب تک زندگی کے  
آخری لمحات میں بھی نصرت دین نہ کی۔

(۸) اگر نیت میں خلوص اور ارادہ میں یکجہتی ہے تو ایم سے اہم مصیبت اول  
سختی کا نتیجہ خوشگوار ہو سکتا ہے۔ ظالم حکومت چاہتی تھی کہ اصحاب اُحدود  
کو نذر آتش کر دے مگر خدا نے بچایا اور ستم کار خود ہلاک ہوئے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا

اگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

۱) قرآن مجید پڑھتے رہنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ افسوس ہے کہ آج  
پانچ فیصدی بچے بھی قرآن پڑھ کر فارغ نہیں ہونے پاتے کہ ان کو دنیاوی تعلیم  
شروع کر دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے انحطاط کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ  
ان کی مسجدیں ویران، عالم گوشہ نشین، قرآن رحل پر گرد آلود و جزدان میں  
پھر بھلا وہ شاہراہ ترقی پر کیونکر آسکتے ہیں۔

(۲) حق کی تلاش میں کوشش انسان کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اگر ایسا  
نہ ہوتا تو کونہ کی ناکہ بندی ہلال کے واقعہ کو بلا میں پہنچنے میں سہارا نہ تھی مگر  
یہ فخر ان کے لئے کافی نہیں ہوا اور کاوٹ ہوتے ہوئے پہنچ گئے۔

(۳) اس سیرت سے امانت داری کی بھی ایک بلند مثال سامنے آتی ہے۔ اگر

نافع کا بیش قیمت گھوڑا جس کے سپرد ہوا تھا وہ مرکز پر نہ پہنچا تو کھلی ہوئی  
خیات تھی مگر لانے والے نے ایمان داری سے کام کیا۔ پیغمبر خدا کی حدیث ہے  
اقرکم متی غدا فی الموقف اصدقکم الحدیث واداکم اللامانۃ و  
احسنکم خلقا (مجموعہ ورام)

کل بروز قیامت تم میں مجھ سے سب سے زیادہ وہ شخص قریب ہوگا جو  
بات چیت میں تم سب سے زیادہ سچا اور امانت داری میں سب سے زیادہ امین  
اور تم میں سب سے زیادہ خلیق ہوگا۔

(۱۲) تبلیغ دین میں جبر نہیں ہے اور کسی کو مجبور کر کے مسلمان بنانا رسول م  
کا شیوہ نہیں ہے۔

(۱۳) محبت اہلبیت اور دشمنان دین سے بیزاری زندگی کے دو اہم  
پہلو ہیں جن پر عمل ضروری ہے۔

(۱۴) ارادہ اس قدر پختہ ہو کہ بڑھاپا سدرہ نہ ہو۔

(۱۵) مصلحت وقت پر نظر ضروری ہے۔ شامی نے صف دشمن سے لکل  
کر امام کی شان میں جب ناسرا العافا کہے اس وقت نافع کے لئے صبر یا اخلاق  
کا موقع نہ تھا۔ تحمل اور بردباری کو خیر یاد رکھ کر نیزہ سے جواب دیا۔ کلونج انداز  
را سنگ صحیح ہے مگر وقت کی نزاکت کو دیکھنا بھی ضروری ہے۔

(۱۶) زندگی کی آخری گھڑی میں بھی حب وطن کو نہ بھولے۔ قبیلہ کا نام

تنانا اپنے وطن کا تعارف تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ مسلمان اگر وطن چھوڑتے تھے  
تو جنت کا رخ ہوتا تھا اور ایک زمانہ آج ہے کہ محبت وطن دل میں باقی نہیں ہے۔

نبوی حدیث حب الوطن من الایمان بھول گئے۔ دیس کی محبت ایمان کے جذبہ سے  
ہے۔ (نانون و حلوا و معراج الکلام ص ۱۹)

(۷۸) جلد بازی اچھی شے نہیں ہے مگر قرض کی ادائیگی اور مہمان کے سامنے کھانا لانا۔ گناہ سے توبہ، لڑائی کی شادی یا دفن میت میں عجلت منصوص ہے بلکہ ہر نیک کام میں پھرتی مدوح ہے۔ امام محمد باقر کا ارشاد ہے من هم بشئ من الخیر فلیعجلہ فان کان شیئ فیہ تأخیر فان للشیطان فیہ نظر۔ جو کسی اچھائی کا ارادہ کرے تو اس کو چلا پیٹے کہ جلدی کرے اس لئے کہ جس امر خیر میں دیر واقع ہوتی ہے اس میں شیطان کے لئے ایک موقع ہے کہ سد راہ ہو۔ ہلال سمجھتے تھے کہ کیا وقت ملا تھا نہیں آتا اس لئے مرنے میں دوسرے اصحاب پر سبقت کی۔

(۷۹) جنگ سے بھاگنا بڑی قابلِ نفرت بات ہے۔ اگر وقت پڑ جائے تو میدانِ نبو میں جان کام آنا سعادتِ ابدی ہے۔ جہاد سے قرار وہ گناہِ عظیم ہے جس پر قرآن نے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اذا القیتم الذین کفروا منہم فکفر لا تولوہم الا دیار ومن یولہم یوہئذ دبرہ الا متحینا لقتال او متحینا الی فترۃ فقد باع بعصب من اللہ وما واعدہ جہنم و بیس المصیر۔ (سورۃ انفال ۱۶ ع ۱۶)

اے ایمان والو! جب تم سے لڑائی ٹھن جائے تو دشمن کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا اور اس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کھڑے یا کسی دست سے ملحق ہو۔ اگر دشمن کو پیٹھ دکھائے گا تو وہ غضبِ خدا میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

(۸۰) عیشی و عشرت کی منزل ایک تندرست مرد کے لئے عورت سب سے زیادہ محبوب شے ہے اور واقعاتِ عالم شاہد ہیں کہ اس کی بدولت نفسی کے بندے جانِ مال، عزتِ قربان کر دیتے ہیں لیکن سیرتِ ہلال اسے یہ سبق ملتا ہے

کہ تاملو میں غریب کے سامنے عورت کا خیال دماغ میں رہنے نہ دیا جائے اور غریب کا ایسا والد و شہید ہو کہ رقیقہ حیات سے منہ موڑے اور عروس مرگ سے ہم آغوش ہو۔

(۲۰) اپنے دورِ حاضر کی سیاست سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

(۲۱) موت سے محبت بہادر کا سب سے پہلا کام ہے۔

(۲۲) مصیبت زدہ خواتین سے ہمدردی ضروری ہے۔

(۲۳) تنظیم بہترین صفت ہے۔

(۲۴) اپنے مجمع میں کسی کو قائد سمجھ لینا دلیل عقل ہے۔

بل ابروؤں پر دل غم انسان سے خالی نہ پائے ہل ہلال بجلی تیغ ہلالی

عزیز المتوفی ۱۳۵۳ھ

## خاتمہ کلام

بازارِ کوفہ میں سوگوار بہن کا دل ہلا دینے والا نوحہ

اور بھائی کو ہلال کا خطاب

زبانِ عرب کی تخلیق جس گھرانے سے ہوئی وہ اگر اوقاتِ مصیبت میں بے ساختہ نوحہ پڑھے تو اس کلامِ موزوں کو شعر و سخن میں شمار کرنا ان کی ثناء و صفت نہیں ہے اور شانِ اہل بیتؑ اس سے برتر ہے کہ ہم انہیں شاعر کہیں۔ خاتونِ جناتِ فاطمہؑ زہراؑ نے مدینہ میں باپ کا مرثیہ پڑھا اور ثنائی، زہراؑ بھائی کا نوحہ پڑھتی ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ کوفہ کے بھرے ہوئے بازار میں دشمنِ مظلوم کر بلا رکھا سرِ یریدہ ناقہ جنابِ زینبؑ کے قریب لے آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت یاد آیا جو عہدِ امیر المؤمنینؑ میں اسی کوفہ میں جنابِ زینبؑ کا تھا۔ خلیفۃ المسلمین کی دختر

عاصمہ (دار السلطنت) عراق میں اسیر ہے یا اس غیر معمولی اثر کا یہ سبب ہو کہ یہ بھی واقعہ ہے سر شہداء صندوق میں بند بھی رہتے تھے۔ اچانک سرِ برادر پیر نظر پڑی اور سرِ زینب بھی چوب محل سے ملکر اکڑ خمی ہوا اور غمزہ بہن نے بھائی کے سر سے خطاب کیا۔

یا ہللا لما استتم کمالاً عَالِدٌ خَسَفَ فَا بَدَا غُرُوباً  
اے چاندِ امامت کے ابھی تو کمال کو بھی نہ پہنچا تھا کہ کہن لگ گیا اور غروب ہو گیا  
ما توهمت یا شفیق فوعدی کَانَ هَذَا مَقْدَرًا مَكْتُوبًا  
اے میرے شفیق بھائی مجھے تو وہم بھی نہ تھا کہ تلم قدرت نے (مخبرِ شہادت) یوں لکھا ہے  
یا انخی فاملۃ الصغیرۃ کلّم ہَا فَقَدْ کَاوَ قَلْبُہَا اَنْ یَذُوبًا  
بھیا فاملہ تو بہت چھوٹی ہے اسی سے کچھ بات کیجئے اس کا دل پگھلا جاتا ہے  
یا انخی قلبک الشفیق علینا ہَا لَہٗ قَدْ قَسَمَ وِصَاہُ ضِیْلًا  
اے بھائی آپ تو ہم پر زیادہ سے زیادہ شفقت کرتے تھے وہ تو جرات کیوں نہیں یہ کیا ہوا  
یا انخی لو تر لے علیا لدی الاسر مَعَ الِیْتِمِ لَا یطِیْقُ وَجُوبًا  
اے بھائی اگر آپ علی (بن الحسین) کو دیکھتے جو بیماری اور بے پردی کی مصیبت کے  
ساتھ قید بھی ہے۔

کلّما اوجعہ بالقرّب فاداک رِیْدَلٌ تَفِیْضٌ دَمْعًا مَسْکُوبًا  
اس (صابرِ فرزندِ پر) جب یہ ظالم تازیانہ لگاتے ہیں تو وہ بڑی بیکسی سے آنسو  
بہا کر آپ کو لپکارتا ہے۔

یا انخی فمّہ الیلک وقربہ وَسُکُنٌ فَوَادِہِ المِرعوبِ  
اے بھائی اس کو گلے سے لگائیے اور دُور نہ رہیے اور اس کے دل کو تسکین دیجیے  
ہا ذلّ الیتیم حین ینادی بَابِیْہِ وَلَا یَرَاہُ مُجِیْبًا

کیسی بیکسی میں ہیں وہ بے پردہ بچے جو باپ کو لیکارتے ہیں تو کوئی جواب دینے والا نظر نہیں آتا۔

۱) اخبار الاحزان و انوار الاشجان عربی محمد رضا کشمیری ص ۹۴  
۲) ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۳۲۶ طبع بمبئی

۳) شیر احزان الملبوف عربی ص ۱۸۹

۴) موسع الغموم جلد دوم ص ۴۰ طبع جمفری

۵) تحفۃ الناصریہ فی الفنون الادبیہ ص ۶۴ تالیف ابوالقاسم بن الحاج

محمد ابراہیم الرشیدی الاصفہانی۔

دفع اشتباہ اس بیان میں یہ شبہ ہے کہ ایک طرف تو ذکرین اسیری اہلبیت میں پڑھتے ہیں کہ محذرات عصمت شتر برہنہ پر سوار تھیں اور اس حکایت میں چوپ محل پر سردے مارنے کا ذکر ہے۔ یہ اختلاف بیان نہیں ہے بلکہ کربلا سے کوفہ اور شام تک مختلف مقامات پر اونٹ بدلتے جاتے تھے اور یہ طویل راستہ ایک سواری پر طے نہیں ہوا۔ مختلف سواریاں تھیں چنانچہ پانچویں امام کی وہ روایت جس میں آپ نے امام زین العابدین علیہ السلام کی زبانی اسیری کا حال بیان کیا ہے اسی روایت میں ہے حلی علیہ العیر بغیر وطاً اور اس ابی علی علم ونسوتنا خلقی علی بغال وحولنا الرماح۔ (۱) فرزند مجھے ایسے شتر پر سوار کیا تھا جس پر کجاوہ نہ تھا اور میرے بابا کا سر مبارک ایک نشان پر تھا اور پشت پر عورتیں ہماری پشت سواریوں پر تھیں اور نیزہ دار گھیرے ہوئے تھے۔

زینب نے سہر بردار کو ہلال کیوں تشبیہ دیا؟

سوال یہ ہے کہ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے جو ورثہ دار فصاحت

امیر المومنین تھیں سر بردار کو ہلال سے کیوں تعبیر کیا اس کی حسب ذیل وجوہ ہو سکتی ہیں :-

۱۔ ہلال ایک جزو ہوتا ہے چاند کا اور اس ٹکڑے میں وہ سب موجود ہے جو پورے قرص میں ہے اس کو اصل سے جدا نہ سمجھو تم نے اپنے نزدیک سر و جسم کو جدا کیا ہے حیات شہداء کے لحاظ سے وہ متحد ہے جس طرح ہلال قطع شدہ جزو نہیں ہے چاند کا اسی طرح مظلوم کربلا کے سر و جسم میں خنجر قاتل حاصل ہو گیا ہے اور یہ تشبیہ مانعہ ہے اس قول نبوی سے جس میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ نبوت آفتاب ہے اور امامت ماتہاب ہے۔ (دیکھو مناقب ابن شہر آشوب وغیرہ)

۲۔ نام حسینؑ اور شور گریہ توام ہے ادھر زبان پر نام کیا ادھر صدائے شیون بلند ہوئی ہے

از منہ چہر آید صدائے شور و شین کربلا و زینبؑ و نام حسینؑ  
بنابرین تعبیر مذکور مانعہ ہوتی ہے خود قول امام انا قتیل العبرۃؑ سے میں کشتہ گریہ ہوں۔

۳۔ چاند دیکھتے وقت کتنے لوگ ہیں جن کو نظر نہیں آتا حالانکہ وہ افق پر موجود ہوتا ہے یہی حال ذات مظلوم کربلا کا ہے تو صوب اور اختلاف کی گھٹاؤں میں بعض ایسے ہیں جو ان کو پہچان نہیں سکے۔

۴۔ یہ سیرت زینبؑ مانعہ ہے عمل رسولؐ سے کہ وہ حکم "ناد علیاؑ" بھائی کو جنگ میں پکارتے ہیں اور مظلوم کربلا لاش علی اکبرؑ پر پختے وقت یا علیؑ یا علی بن

۵۔ نسخ التواریخ بحوالہ امالی صدوق و کامل الزیارات وغیرہ ص ۱۱ طبع بمبئی

۶۔ دیکھو فتوح میندی ص ۱۱۱ و احسن الانتخاب فاضل کاوردی ص ۱۳۷

۷۔ مجاہد مکریم مولانا میر سید علی سلطان المحدثین



انت کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ یہ رو ہے اس طبقہ کی جو کہتا ہے کہ پیغمبر کو یا رسول اللہؐ  
کہہ کر نہ پکارو حالانکہ قرآن میں یا ایھا المذکرؑ موجود ہے۔

(۵) ولادت مظلوم کربلاؑ سویم ماہ شعبان ہے جو ہلالِ نو کی آخری تاریخ ہے  
ممکن ہے اسی لئے ہلال کہا ہو۔

(۶) یہ لحاظ معانی ہلال کی عمر سہ روزہ ہے اور تیسری کے بعد جانہ ہلال نہیں رہتا  
ممکن ہے کہ تین دن کی بھوک اور پیاسی اسی استعمال کا سبب ہو یا تین دن تک لاش  
کے بے گور و کفن رہنے پر اشارہ ہو۔

(۷) جو مرنے والے عمر طبعی کو پہنچ کر دنیا چھوڑتے ہیں وہ ایک حد تک منازلِ  
سن و سال پورے کر چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس سے اشارہ امام کی ۵۴ سالہ عمر ہو  
جو عمر طبعی سے پہلے کی حد تھی۔

(۸) شہادتِ حسینؑ آنحضرتؐ کی مصیبت کی منزل ہے اور ہلال جس طرح مستقبل  
میں رفتہ رفتہ یدرہو کر کامل ہوتا ہے اسی طرح واقعہ کربلا کو جتنے دن گزرتے  
جائیے گئے عظمتِ حسینؑ میں اضافہ ہو گا۔

(۹) ہلال کہنے میں مسئلہ رجعت کی طرف بھی اشارہ ہے اور زمانہ رجعت میں  
امام مظلومؑ بدر کامل ہوں گے۔

(۱۰) قرآنی فیصلہ ہے کہ ہلال سے اوقات کی حد بندی ہوتی ہے اور دوسری  
آیت میں ہے کہ مہینوں کی معرفت ”دینِ قیم“ ہے ذاتِ مظلوم کربلاؑ نے ساری دنیا  
کو وقت شناسی بنایا جو مغربِ زندہ طبقہ اپنے بزرگوں کے وصال کی تاریخیں جنوری،  
فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر  
میں جو انگریزی پہلی کو تنخواہیں بانٹتا ہے جس سے پوچھو کہ آج کون سی تاریخ ہے تو  
وہ قمری مہینہ کے نام بھول گیا ہے۔ وہ عیسائیت نواز گروہ بھی محرم کا نام جانتا ہے

بلکہ کوئی قوم ایسی نہیں جو محرم کو نہ پہچانتی ہو۔ عہدِ مغلیہ کا شاعر حیدر طوطیائی کہتا ہے  
 ماہِ محرم آمد شد گریہ فرض عینی گریہ خونِ بیاد لب تشنہ حسینؑ  
 اسی قرآنی خدمت اور تاریخی احسانات پر خواجہ خواجگانِ اجیر رحمت اللہ علیہ  
 نے فرمایا ”دینِ است حسینؑ“ اور عہدِ آدم سے جو اعلانِ برتری کے خلافتِ طاغوتی  
 اقدام تھا کہ ہم صفی اللہ کو بجد نہ کریں گے اس کو حسینؑ نے اقوامِ عالم سے  
 کہلوایا ”امام حسینؑ“ ہر ماتم دار اُن کو امام حسینؑ کہتا ہے۔

(۱) شعر عموماً وقتی حالات کی تصویر کشی کرتا ہے اور جو مفکرین کہتے ہیں کہ  
 اشعار سے تاریخ کی تدوین ہوتی ہے وہ کلیک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بازارِ  
 کوفہ میں حسینؑ کا سر لاقعد احاطہ فریقِ کامر کر لگا ہوا رہا تھا۔ اس ہو شربا  
 منظر نے شاہزادی کو ہلال کہنے پر تیار کیا۔

(۲) جو صلاحیتیں لے کر معصوم بر سرِ تبلیغ ہو اور اس کو جہد و جہد کا  
 موقع بھی ملے تو پھر اس کی بلندی نہ پوچھو وہ فرشتے زمین پر نظر آنے  
 والی ہر شے سے ممتاز ہے۔ اس کی تمثیل آسمان کے تاروں سے بھی درست نہیں  
 اس کو چاند کہو تو زیادہ ہے۔ اسی بلندی درجات کا پھل ہے۔

یادداشت :- علم الاعداد کی روشنی میں اگر ہم ثانی زہرا کی نذا کو  
 سنتے ہیں تو (خلا کا) کے بحساب جمل ۶۷ عدد ہیں اور ۶۷ سنہ ہجری وہ  
 سال تھا کہ تالکانِ حسینؑ چن چن کر مارے جا چکے تھے اور مختارؑ کی حکومت  
 ختم ہوئی تھی۔ یہ نکتہ بھولنا نہ چاہیے۔ مختارؑ کے ولولہ انگیز جہاد ہم نے ”مختار  
 آلِ ہاشم“ میں صرف علماء اسلام کی بلند پایہ تواریخ سے قسطوں میں اخبارِ شیعہ  
 لاہور کے صفحات میں شائع کئے ہیں۔ کاش یہ کتابی شکل میں آئیں۔ وہو  
 حسبی و نعمہ الوکیل۔

## منظوم سوانح عمری ہلال ابن نافعؓ

از تنبیہ نکر۔ جناب مولوی شبیر حسن صفا الہ آبادی

ایمان اپنا اس نے مکمل نہیں کیا  
خدمت سے آل پاک کے عبد خدا ہوئے  
اور خاندان بجلی انہیں لوگ کہتے تھے  
رہتی ہیں عورتیں جو زچہ خانہ میں عرب  
بس اُس کے دیکھ لینے پر پھر نام رکھتے ہیں  
ہر وقت چاہتے ہیں سینیں بس صدائے شاکہ  
اس طرح سے ہوئے یہ پسندیدہ عوام  
مشتبہ کے روز پیدا ہوئے آپ مسجد  
چشتیہ خاندان کے اک نامہری کی ہے  
اُس میں ہوئے شریک ہلال قمر لقا  
یہ راستے میں ہو گئے مولاؓ یہ خود فدا  
آل عباؓ یہ چھا گیا رنج و الم کا و دود  
کوہ کے بچے سوار دکھائی دیئے وہاں  
بوسے جو کچھ کہوں گا وہ مولاؓ ہی کے قریب  
اُن سے ہلالؓ نے یہ کہا کیا کروں کلام  
حاکم بنا ہے لوگوں پر اور کر رہا ہے راج

جو رتبہ ہلالؓ سے واقف نہ ہو سکا  
رتبہ صحابیوں میں بصدشان یا کئے  
ملک یمن میں آپ کے اجداد رہتے تھے  
نام ہلال رکھنے کا یہ ہو گیا سبب  
سب سے جو پہلی چیز نظر آتی ہے انہیں  
ماں باپ اُن کے رہتے ہیں ہر دم ذلّے نشا  
دیکھا تھا پہلے چاند کو رکھا ہلال نام  
ماہ رجب کی سترہ سنہ چار ہے رقم  
تاریخ یہ بتائی ہوئی صابری کی ہے  
جب راہ میں تھا قافلہ مولا حسینؓ کا  
پہنچا نہیں تھا کربلا حضرت کا قافلہ  
لشکر نے حرّے آکے کیا جس گھڑی نمود  
تھے کربلا کی راہ میں مولاؓ دو جہاں  
شامل ہلاک کبھی تھے سواروں میں خوش نصیب  
حالات کوہ اُن سے لگے پوچھنے امامؓ  
ابن زیادؓ کا کرب کوہ بنا ہے آج !

امراء شہر قابو میں ہیں اس کے سب تمام  
 تلواریں سب کی خون کی پیاسی ہیں ایک دم  
 مسلم بھی قتل ہو گئے لانی تہ ہونے شہید  
 معلوم تم کو حال ہے میرے سفیر کا  
 کی عرض وہ بھی قتل ہوئے آہ بے خطا  
 حضرت نے انا لکھ دو بار ادا کیا  
 مرنے کا اُس کے شاہ کے دل پر اثر ہوا  
 پروردگار میرے میرے شیعہوں کے لئے  
 قادر ہر ایک شے پر ہے اے رب بے نیاز  
 دادا کا نام بیٹے کے منصب پر لکھ گیا  
 پہنچے تھے کربلا میں امام حسین جب  
 عصمت ہمارے لکھ بے تشویش شہر میں  
 حضرت چلے اندھیرے میں میدان کی طرف  
 دیکھا ہلالؑ نے جوش شہہ دیں کوراہ میں  
 تار یک شب بجاور زمین دیکھتے ہیں شاہؑ  
 دیکھا پلٹ کے اور کہا تم ہلاک ہو  
 یہ رات کی اندھیری ہے دشمن سپاہ ہے  
 فرمایا اے ہلالؑ میں نکلا ہوں اس لئے  
 خیمے اسی جگہ پہ نصب ہوں با انتظام  
 فرما کے اس طرح سے ٹہرے شاہ القیاءؑ  
 فرماتے تھے زمین پہ نظم کر کے بر ملا

جو میں غریب آنکھ میں دل خود ہی تشنہ کام  
 کرتے ہیں بیدریغ ہر اک سر کو وہ قلم  
 ہر دن کو یہ لعین سمجھتے ہیں یوم عید  
 وہ قیس ابن مسہر نامی وہ با وفا  
 ابن زیادؑ نے انہیں خود قتل کر دیا  
 بخشش کی اُس کے واسطے کی شاہؑ نے دعا  
 اُس با وفا شہید کی فردوس میں ہے جا  
 باغ ارم میں خاص جگہ تو قرار دے  
 پڑھتے ہیں عید تیرے اسی سے تیری نماز  
 اس طرح سے عوام میں مشہور ہو گیا  
 سختی میں ساتھ دینے ہلالؑ آپکے تھے بت  
 خطرہ میں ہر سپاہی پڑا تھا سوئے زمین  
 ہر دم خیال رکھتے تھے ایمان کی طرف  
 تلوار سے آگئے ہیلوئے شاہؑ میں  
 یستی یہ اور بلندی یہ رکھتے ہوئے نگاہ  
 کی عرض کسی طرح نہ مجھے پھر ملال ہو  
 بہرمت فوج گھیرے ہے مشکل یہ راہ ہے  
 نہایت کرے قیام بلندی پہ جا ملے  
 اس وجہ سے انہیں یہاں کر لیا ہے اہتمام  
 دست حسین پاکؑ میں دست ہلالؑ کھنسا  
 یہ وعدہ گاہ ہے میرے مرقد کی ہے یہ جا

فسد مایا دو پہاڑیوں میں جا کے درمیاں  
 سنسن کر ہلالِ قدموں پر سرور کے گر پڑے  
 یہ اس کے شاہِ حیمہ زینبؑ میں آئے جب  
 اہمیت باتیں کرنے کے مشاہدہ وہ جہاں  
 عرصہ نہیں تھا گزرا کہ زینبؑ نے یہ کہا  
 رانِ عورتوں کے دل کی بھی ہے کچھ آپ کو خبر  
 دیرینہ کیفیت ہے یہ عداوت قدیم ہے  
 روشن ہے آپ پر جو مسکرت دل پہ ہے اثر  
 ان کے ضمیر کیسے ہیں کیا ان کا حال ہے  
 ڈر ہے مجھے حوالہ عذو کے نہ یہ کریں  
 اس وقت بگھٹائیں جو انکسین کی سرسیر  
 رونے لگے بہن کے سخنِ سنسن کے شاہِ دیں  
 ڈرتے نہیں یہ مرنے سے جاننا نہیں دلیر  
 رکھتے ہیں موت سے یہ محبتِ بھد و فنا  
 جس دم سنا ہلالؑ نے پروردگارِ جبر  
 جا کر کیا سلام تو یو چھا حبیبؑ نے  
 جو حال تھا وہ کہہ دیا جا کر حبیبؑ سے  
 گرا انتظارِ وقت نہ ہوتا نصیب میں  
 شہزادی جہاں ہیں بہت سخت بے قرار  
 بولے کہ شہم کو خیمہ خواہر میں چھوڑا ہے  
 بہتر ہے یہ کہ ہم درخیمہ پہ جائیں سب

جاؤ اور اپنی جان بچاؤ بصدِ اماں  
 اور عرض کی کہ میں نہیں چھوڑو گی اپنے مرنے  
 مستند یہ خود بہن نے بٹھایا بصدِ ادب  
 آپس میں باتیں راز کی ہوتے لگیں وہاں  
 مرقہ کی جا بھی اپنے احباب کو دی بتا  
 نازک ہے مثلِ شیشہ گرے ٹوٹ کر اگر  
 ان دشمنوں سے آپ کو صد مرنے عظیم ہے  
 صد محسوسے ہاشمیوں کے ناسور ہے ہجر  
 بے امتحان اس کا سمجھنا محال ہے  
 نیزوں کی باڑ میں نہ کہیں لے کے ڈال دیں  
 اس سخت امتحان سے ممکن نہیں مفر  
 فرمایا اسے بہن میرا احباب وہ نہیں  
 پختہ ارادوں میں ہیں شجاعت میں مثلِ شیر  
 جس طرح بچہ دودھ سے ماں کے ہے آشنا  
 رونے لگے حبیبؑ کے خیمہ کی سمت جا  
 کیسے ہلالؑ آئے ہو اس وقت دیکھنے  
 فرمایا بیٹھے جاؤ یہاں تم قریب سے  
 دکھلاتا میں بہادری وقت قریب میں  
 اُلفت کا ہم سبھوں کے نہیں انکو اعتبار  
 شہزادی کو سچوم تفکر نے گھیرا ہے  
 تسکین اُن کو دیکے الگ اجر پائیں سب

انصار کو بلانے چلے ہر طرف حبیب !  
 سن کر صدا کو سب ہی ہاشم نکل پڑے  
 سب ایک جا ہوئے تو کہا یہ حبیب نے  
 لائے ہیں یہ ہلال خبر خیمہ کا دے  
 شک ہو گیا ہے آکر رسا تاج کو  
 تم لوگ اپنے عہد و وفا پر ہو یا نہیں  
 مجھے لگے حبیب یہ احسان کم نہیں  
 حمد کرے گی فوج تو سر کو کٹائیں گے  
 جب مطمئن حبیب ہوئے ساتھ لے لیا  
 الفت ہماری کھوئی نہیں ہے خدا گواہ  
 یہ عہد نیزہ بازوں نے بھی دل میں ہے کیا  
 جس دم سنی امام نے پیر جوش یہ صدا  
 آواز دی تو آگئیں سب بیبیاں تسام  
 آواز آئی پردہ در سے با صطراب  
 ہمارا رسولؐ پوچھیں گے جب تم سے شرمیں  
 جب ہم کریں گے اپنے مصائب و ہلاں بیان  
 دلہ و زجب صدائیں سنیں سب نے بردلا  
 دیکھا نہ تھا کسی نے کبھی ایسا اضطراب  
 اور دوسری طرف کو ہلالؒ یلا نصیب  
 سب مطمئن تھے ان کی وفایہ کھڑے رہے  
 شیر و بہادری نہ کہیں کوئی چھین لے  
 شہزادی مضطرب ہیں عدو کی سپاہ سے  
 تکلیف میں نہ ڈالیں بن بو تراش کو  
 تیغیں کھینچیں سروں سے عمامے گرے وہی  
 یہ دن نصیب ہم کو ہوا شہدائے بالیقین  
 اور خون دل کو شوق سے اپنے بہائیں گے  
 خیمہ کے گرد ہا کے صدا دی پیئے خدا  
 سرکاٹ دیں گے آئے گی جس دم ادھر سپاہ  
 نیزہ چھو کے سینہ کو کر دیں گے زخم سا  
 شاہنشاہ اے مجاہد و دینے لگے دعا  
 سننے لگیں کلام مجاہد وہ آتشہ کام  
 اولادِ فاطمہؑ سے کرو دور یہ عذاب  
 تم کیا جواب دو گے وہاں ان کو نشر میں  
 اور ہر طرح سنائیں گے رور کے داستان  
 کھا کر قسم ہر ایک نے ہنگامہ کر دیا  
 اسی طرح غازیوں نے مکمل دیا جواب

گھوڑے بھی ہنہانے لگے گرد خیمہ کے  
 راکب کے دل کو اور بھی مرکب بڑھاتے تھے

## صبح عاشورا اور ہلال کا عہدہ

ترتیب فوج ہو چکی جس وقت شاہ کی  
 شکر خدا ہلال بھی سردار ہو گئے  
 نام اُن کا تھا ہلال مگر حسن تھا کمال  
 تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا شادی کئے ہوئے  
 چکھا نہیں تھا شربت ازواج زندگی  
 دامن کو آکے پکڑا عروس نزار نے  
 کچنے لگے عروس سے نادان دُور ہو  
 دنیا سے بھر گیا ہے میر دل بعد سرور  
 نصرت کروں گا جان بھی صدقے کروں گا میں

آنے لگیں صدائیں ہر اک سمت واہ کی  
 فوج خدا کے رن میں علمدار ہو گئے  
 بس چودھویں کے چاند کی مانند تھے ہلال  
 ہمراہ اپنے جاتے تھے زوجہ لئے ہوئے  
 معبود کی خوشی میں مکر اپنی باندھ لی  
 رٹنے نہ جاؤ جان بیاؤ فٹار سے  
 ایسا نہ ہو کہ ہم سے عبث کچھ قصور ہو  
 شہزاد سے ہیں حسین مے جاؤں گا ضرور  
 الفت میں اس جناب کے لڑکھروں کا میں

بعہد محبت و فدا می کنم

بخاک درفش جان فدای می کنم

جس دم سنی حضور نے تقریر پر ہلال  
 منظور یہ کسی طرح ہرگز نہیں مجھے  
 پیمان و عہد حکم مودت ضرور ہے  
 بولے ہلال رشتہ الفت کو توڑ کے  
 عیش و طرب میں بیٹے کے کروں زندگی بسر  
 روز جزا رسول کو دوں گا میں کیا جواب  
 یہ کہہ کے حکم اذن لیا تاشہ کام سے  
 فولاد کا تھا خود کلفت مثل مہتاب

فرمایا ہیں پریشان زیادہ تر سے عیال  
 ہو ایک دوسرے میں جدائی کا غم تجھے  
 مولائے دو جہاں کی اطاعت ضرور ہے  
 جاؤں کہاں میں آپ کو آفت میں چھوڑ کے  
 لیکن نہ آخرت پر رہے پھر میری نظر  
 کیا عذر اس کے سامنے ہو گا میرا جناب  
 میدان کی طرف چلے حکم امانت سے  
 خورشید کی طرح ہے چمک اس کی لا جواب



ترکش میں تیر جتنے تھے اُن سب کو بھر لیا  
 رنگ نہ دی تے دکھائے تھے اپنے نام  
 بجلی کرے گی جلد یہ آثار ہو گئے  
 دشمن کے خون کو اپنی نطس سے بہاتی تھی  
 پیہم نطس سے اپنی یہ بجلی گراتے تھے  
 سو فار سے ظفر ہی کی آواز آتی تھی  
 مانند ماہ روشنی پھیلا کے چھا گئے  
 آئے مقابلہ کو کوئی زور آزمیا  
 شکل عقاب تیر بھی پر تو لے لگا  
 اُس کی سپر فضا میں وہ خود سرنیز پر تھا  
 ایسا ڈرا کہ کوئی نہ نکلا پیسے وغا  
 افسر کو تیر مارا الگ جا کھڑے ہوئے  
 ہر ایک تیر سے ہوئے زخمی بڑے بڑے  
 جو ہر نمائی کرنے لگی تیغ بے نیام  
 چاروں طرف سے وارنگ کرنے سب عدو  
 آئی ملک سے ہاتھ غیبی کی یہ صبرا  
 شاہنشاہ اے ہلال خوش انجام مرجبا  
 درجات اعلیٰ آپ نے پائے نہ سے کمال  
 ہو کر شہید راہ خدا کام کر گئے

عالم میں آکے اچھی طرح نام کر گئے!

اک گول ڈھال پشت پر اپنے لکالیا  
 وہ تیر سب بچائے ہوئے زہر میں تمام  
 مثل عقاب اڑنے کو تیار ہو گئے  
 تلوار تھی یمن کی جو جو ہر دکھاتی تھی  
 تیرا نگہ میں اپنی یہ ثانی نہ رکھتے تھے  
 رکھ کر کہاں یہ تیر نظر اس پر رہتی تھی  
 بجلی کی طرح دوڑ کے میداں میں آ گئے  
 پڑھنے لگے فصیح رجنز اور یہ کہا  
 اک قیس نامی پہلو اں میداں میں آ گیا  
 ناوک کی زد میں قیس بد انجام آ گیا  
 لشکر یہ رنگ دیکھ کے حیران ہو گیا  
 فوراً ہلال قلب پر لشکر کے جا پڑے  
 ترکش میں اُن کے تیر تھے انٹی گئے ہوئے  
 تلوار کھینچی جبکہ ہوئے تیر سب تمام  
 دشمن کے سر کٹے نظر آتے تھے چاروں  
 آخر کو روج پاک ہوئی جسم سے جدا  
 ہے ہے شہید ہو گیا ناصر حسین کا  
 کرتا ہے اب صفایہ سلام آپ کو ہلال

یہ مشرکہ سن کے آغاز ہی شہادتِ کھیت میں پائی؛ بڑے میدان میں پھر سبطِ نبی کے سارے مجرائی  
سعود و سعد و حجاج ابن زید و مالک و قعب؛ نعيم و نافع و عمر و شعبہ و عابس و شذوذ ب  
ہوئے مکر و جن کے نام یہ سب شر کے نام تھے؛ یہ غازی کربلا میں خدمتِ عالی میں حاضر تھے

عابس کو غیظ و شکر بد خو پہ آگیا غصہ سے بل ہلال کے ابرو پہ آگیا

لے ابن قیس و ابن مظاہر مد کو آؤ  
ہاں اے ہلال و وہب مسافر مد کو آؤ

کچھ تو جواب دو خلع بوترا بے کو کیوں اسے ہلاک تم نے بھی چھوڑا رکاب کو

سعد کے واسطے کہ اشکوں سے منہ دھوئے ہیں کبھی مالک کبھی نافع کے لئے روتے ہیں

دن دوپہر تھی چاند کی تنویر دوش پر  
جھوٹے ہلال رکھ کے جو شمشیر دوش پر

کے حال میں پورا مرتبہ نظم کیا ہے جس کا مطلع یہ ہے ع

رن ہے روشن کہ ہلالِ بجلی آتے ہیں

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

شہید

حسین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ الْمَدَدُ

قسم خدا کی بڑانیک کام کرتے ہیں  
غیم حسین کا جو اہتمام کرتے ہیں

نام کتاب

حسین حسین

مرتبہ و مؤلف

محمد روضی خاں

شخصیتِ امام عالی مقام پر، حیرت انگیز معلوماتی  
تحقیقی یہ ہے مثال۔ مضامین کا نایاب مجموعہ جس کو پہلی  
بار اس کتاب میں یکجا کیا گیا ہے۔ ہزاروں سال کی محنت  
ہزاروں سال کا پتھر اور ہزاروں روپیہ کی کتابوں سے حاصل  
کیا ہوا مواد۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
بِالْقَابِلِ بِرِائِئِمْ بَارِكَ وَتَعَالَى دُرِّ كَرَامَتِهِ  
۴۳۰۰۰

241577

ذی قعدہ ۱۴۱۱ھ